Postal Reg.No PB/0154/2003/TO2005

بسم اللّٰہ الرَّحمن الرَّحِیْم　نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم　وعلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 53

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

شمارہ 16/17

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ

29 صفر 6 ربیع الاوّل 1425 ہجری 20/27 شہادت 1383 ہش 20/27 اپریل 2004ء

اخبار احمدیہ

قادیان 18 اپریل (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مغربی افریقہ کے دورہ سے بخیر و عافیت لندن تشریف لا چکے ہیں کل حضور نے مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اپنے دورہ کے ایمان افروز حالات بیان فرمائے۔ احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

اے نبی یقیناً ہم نے تجھے ایک شاہد اور ایک مبشر اور ایک نذیر کے طور پر بھیجا ہے

ارشاد باری تعالیٰ

☆۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء ۱۰۸)

اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت کے طور پر

☆۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ○ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (الاحزاب ۴۶۔۴۷)

اے نبی یقیناً ہم نے تجھے ایک شاہد اور ایک مبشر اور ایک نذیر کے طور پر بھیجا ہے اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر۔

☆۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (سبا ۲۹) اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کیلئے بشیر اور نذیر بنا کر مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ (ترمذی)

حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ فخر نہیں ہے میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور کوئی فخر نہیں ہے آدم اور ان کے علاوہ سب نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں پہلا ہوں گا جس سے قبر پھٹے گی اور میں کوئی فخر کی بات نہیں کر رہا۔

دورہ مغربی افریقہ کا ایمان افروز تذکرہ

افریقی احمدیوں کے اخلاص و وفا اور فدائیت کے نظارے

22 اپریل سے M.T.A2 چینل کا مبارک اجراء

(خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17 اپریل 2004 بمقام مسجد بیت الفتوح مارڈن لنڈن)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت قرآنی کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ کی تلاوت کی (المجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ:۔ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے یقیناً اللہ بہت طاقت ور اور کامل غلبہ والا ہے۔ پھر فرمایا

آج کے خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ مغربی افریقہ کے متعلق تفصیلی ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے افضال اور انعامات کا تذکرہ کیا حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے گھانا بورکینا فاسو۔ بینن اور نائجیریا کل چار ممالک کا دورہ فرمایا۔ جن میں جلسہ ہائے سالانہ کے علاوہ مختلف تقریبات ہوئیں اس دورہ کے دوران 21 نئی مساجد کا افتتاح ہوا جن میں تین کا سنگ بنیاد رکھا گیا کافی تعداد میں سکول ہسپتال اور دوسری عمارتوں کے افتتاح ہوئے اور سنگ بنیاد رکھے گئے۔

حضور انور نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کے شروع میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب بھی انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے تو ساتھ ہی مخالفین کی طرف سے مخالفت کی آندھیاں بھی بڑی شدت سے چلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ لیکن انبیاء کو اپنے غلبہ کا کامل یقین ہوتا ہے ان کو یہ خوف نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ان کو تنہا چھوڑ دے گا مخالفت جوں جوں بڑھتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی ہوائیں بھی انکی تسلی کیلئے تیزی سے چلانا شروع کر دیتا ہے فرمایا یہ نظارے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں جنگ بدر سے لیکر فتح مکہ تک دیکھے حضور انور نے فرمایا یہ سنت اللہ ختم نہیں ہوگئی آج بھی ہم اس کے نظارے دیکھ رہے ہیں۔ آج سے بیس سال قبل پاکستان میں ایک قانون کے تحت جماعت پر پابندیاں لگائی گئی تھیں لیکن دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق جو اس نے مسیح موعود سے کئے تھے دشمن کی ہر چال کو ناکام و نامراد کر دیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے لندن آنے کے سامان فرما دئے دشمن نے ایک ملک میں ہمارے راستے بند کئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے پونے دوسو سے زائد ملکوں میں جماعتیں قائم کرنے کے سامان پیدا فرما

باقی صفحہ (2) پر ملاحظہ فرمائیں

خصوصی درخواست دُعا

مورخہ 15 اپریل 2004 کو حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی بائیں آنکھ کا موتیا کا اپریشن لیزر کے ذریعہ گورداسپور میں ہوا ہے۔ الحمد للہ کہ آپریشن کامیاب ہوا ہے بتدریج صحت بہتر ہو رہی ہے۔ احباب جماعت حضرت صاحبزادہ صاحب کی کامل شفایابی اور مکمل صحت کیلئے دُعا کرتے رہیں۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

کوئی نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات قدسیہ سے شریک ومساوی نہیں ہو سکتا

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں

اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مربی اعظم ہے۔ یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فساد اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا۔ جس نے توحید گم گشتہ اور ناپدید شدہ کو پھر زمین میں قائم کیا۔ جس نے تمام مذاہب باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کر کے ہر ایک گمراہ کے شبہات مٹائے۔ جس نے ہر ایک ملحد کے وساوس دُور کئے اور سچا سامان نجات کا... اصولِ حقہ کی تعلیم سے از سرِ نو عطا فرمایا۔ پس اس دلیل سے اس کا فائدہ اور افاضہ سب سے زیادہ ہے۔ اس کا درجہ اور رتبہ بھی سب سے زیادہ ہے۔ اب تواریخ بتلاتی ہیں۔ کتاب آسمانی شاہد ہے۔ اور جن کی آنکھیں ہیں وہ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ نبی جو بموجب اِس قاعدے کے سبب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰۶ حاشیہ)

☆

کوئی نبی بھی آنحضرتؐ کے کمالات قدسیہ سے شریک ومساوی نہیں

بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرتؐ کے کمالاتِ قدسیہ سے شریک و مساوی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں چہ جائیکہ کسی اَور کو آنحضرتؐ کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۲)

☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور ہیں

وہی تو ہے جو ہر ایک فیض کا مبدء اور ہر ایک زندگی کا سرچشمہ اور ہر ایک قوت کا ستون اور ہر ایک وجود کا سہارا ہے اور انہیں معنوں کی رُو سے تو اس کو خدا ماننا پڑتا ہے۔ سو اسی کا یہ فضل و احسان ہے کہ دنیا کو تاریکی اور غفلت اور جہالت میں پاکر ایک نور بھیجا اور وہ نور جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے دنیا میں آیا۔ اور خدا کا مقدس کلام قرآن شریف اس پر نازل ہوا۔ اور ہم کو علمی اور عملی پاکیزگی کیلئے بھی راہیں دکھلائیں۔ (آریہ دھرم صفحہ ۱۰۲)

☆

بقیہ صفحہ (1)

دئے یورپ، امریکہ ایشیاء اور افریقہ میں تبلیغ کے راستے کھل گئے حضور انور نے فرمایا کہ افریقہ کا براعظم دنیا کا وہ خوش قسمت ترین حصہ ہے جس کے رہنے والوں نے احمدیت قبول کرنے میں سب سے زیادہ جوش کا مظاہرہ کیا حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ نے افریقہ میں احمدیت کے وسیع پیانے پر پھیلنے کی خوشخبری عطا فرمائی تھی اس کے بعد جماعتیں وہاں تیزی سے پھیلنی شروع ہوئیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے بصیرت افروز خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے اپنے دورہ افریقہ کے بعض ایمان افروز واقعات بیان فرمائے فرمایا جب ہم اکرا ایئر پورٹ پر پہنچے تو اس وقت نظر آ گیا تھا کہ لوگوں کا ایک ہجوم ہے جو سفید رمال ہلا رہا ہے حضور نے فرمایا کہ گھانا پہنچنے کے اگلے دن گھانا کے دو ہسپتالوں اور جامعہ احمدیہ کا معائنہ کیا گیا جامعہ احمدیہ ابھی وہاں نیا کھلا ہے حضور انور نے گھانا کے صدر مملکت کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح صدر مملکت سے انکی بے تکلفانہ باتیں ہوئیں اور انہوں نے جماعت احمدیہ کی خدمت کا شکریہ ادا کیا۔ حضور پرنور نے جماعت احمدیہ گھانا کے جلسہ کے بعد سو کے قریب اماموں اور چیفس کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنکے ہزاروں پیروکار ہیں اور وہ احمدی ہو چکے ہیں حضور انور نے یہ بھی بتایا کہ گھانا ٹیلی ویژن نے حضور انور کے دورہ کو لائیو کوریج دی اور بہت عمدہ رنگ میں سارے پروگرام دکھائے۔

بورکینا فاسو کے دورے کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ وہاں کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے نہایت عمدہ رنگ میں میرے دورے کا ذکر کیا۔ دارالحکومت بورکینا فاسو میں احمدیہ ہسپتال کا افتتاح بھی عمل میں آیا جس میں وہاں کے وزیر صحت بھی شامل ہوئے حضور نے بتایا کہ بورکینا فاسو میں جماعت کا اپنا ریڈیو سٹیشن بھی ہے جو ستر اسی کلومیٹر کی رینج تک کا پروگرام دیتا ہے اور اس کے پروگرام وہاں کی مقامی آبادی میں بہت مقبول ہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بینن کے ملک کے دورے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں ایک بہت بڑی اور خوبصورت مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

حضور نے فرمایا کہ پیرا کو بینن کا دوسرا بڑا شہر ہے وہاں جاتے ہوئے راستہ میں لاڈا جگہ ہے وہاں کے چیف بھی جلسہ پر آئے ہوئے تھے اس مقام پر بہت سے لوگوں سے ملاقات ہوئی اور چیف نے جو عیسائی ہے اس موقعہ پر کھل کر کہا کہ اگر تم لوگ عافیت چاہتے ہو تو احمدیت قبول کر لو۔ فرمایا پیرا کو کے میئر اور گورنر دونوں مسلمان ہیں جو لوگوں کی مخالفت کے باوجود شہر سے استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے اس نے برملا اظہار کیا کہ اصل خدمت اسلام وہ ہے جو جماعت احمدیہ کر رہی ہے اس مقام پر ایک ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا گیا جو چھ ایکڑ پر بنے گا لیکن میئر نے کہا یہ جگہ تھوڑی ہے 15 ایکڑ میں اپنی طرف سے مزید دیتا ہوں فرمایا یہاں چارسو کے قریب ایسے لوگ آئے ہوئے تھے جو احمدی نہیں تھے۔ اور انہوں نے بیعت کرنے پر اصرار کیا چنانچہ اس موقعہ پر انکی بیعت لی گئی واپسی پر ایک جگہ جلسہ تھا باوجود مخالفت کے اور مولویوں کے روکیں ڈالنے کے تین چار ہزار لوگ اکٹھے ہو گئے اور یہاں پر میئر نے کھڑے ہو کر کھلے عام اعلان کیا کہ وہ احمدی ہوتا ہے فرمایا بینن کے سفر میں جو اخباری نمائندے ہمارے ساتھ ساتھ تھے ان میں سے بھی ایک نے بیعت کر لی۔

حضور انور نے اپنے نائجیریا کے دورے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں پہلے جانے کا پروگرام نہیں تھا لیکن اچانک پروگرام بنا تو احساس ہوا کہ اگر میں وہاں نہ جاتا تو میں غلطی کرتا باوجودیکہ وہاں جلسہ سالانہ ہو چکا تھا پھر بھی تیس ہزار کے قریب افراد دو گھنٹے کی گیدرنگ کیلئے آ گئے حضور نے فرمایا نائجیریا میں تین مساجد کا افتتاح ہوا دیگر مختلف عمارتوں کے افتتاح ہوئے اور سنگ بنیاد رکھے گئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مولوی کہتے ہیں کہ ہم نے افریقہ کے ملکوں میں احمدیوں کے مشن بند کرا دئے ہیں اب ان سے کوئی پوچھے کہ یہ اخلاص اور وفا اور نور سے بھرے ہوئے چہرے جو ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں دیکھے گئے یہ سب کہاں سے آئے کیا یہ مشن بند کرانے کا نتیجہ ہے بہر حال انہوں نے جو بڑیں مارنی تھیں مار لیں فرمایا یہ تو صرف چار ملکوں کے مختصر حالات تھے مولویوں یا مخالفین کو ذرا بھی شرم ہو تو سوچیں کہ یہ تو صرف چار ملکوں کا قصہ ہے دنیا کے پونے دوصد سے زائد ممالک میں اخلاص اور وفا سے پر احمدی پھیلے ہوئے ہیں اگر یہ انہیں دیکھ لیں تو پھر کیا ہوگا۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو یہ خوشخبری بھی دی کہ 22 اپریل 2004 جمعرات سے انشاء اللہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل جزوقتی ایک اور چینل شروع کر رہا ہے بیک وقت پھر دو چینل چلیں گے تو یہ ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کیونکہ 24 گھنٹوں کے دوران ایسے اوقات بھی ہیں جو یورپ و ایشیا کیلئے یکساں اہمیت رکھتے ہیں اور ان کے دوران مختلف زبانوں کے پروگرام نشر ہوتے ہیں جو ایشیا اور یورپ کے بعض جگہوں پر سمجھے نہیں جاسکتے تو ان اوقات میں بہت سے ناظرین استفادہ سے محروم رہ جاتے ہیں اب نئے انتظام کے تحت انشاء اللہ جی ایم ٹی کے مطابق شام چار بجے سے رات سات بجے تک یو کے ایشیا پاکستان بھارت بنگلہ دیش جنوبی شمالی امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ میں اردو اور انگریزی میں پروگرام چلا کریں گے۔ جبکہ اسی دوران نئے چینل M.T.A2 پر باقی یورپ مڈل ایسٹ، افریقہ، ماریشس وغیرہ میں فرنچ، جرمنی، عربی، اردو اور انگریزی میں پروگرام چلیں گے اور باقی عرصے میں دونوں چینل بیک وقت چلیں گے اور اسی دوران اگر کوئی لائیو پروگرام ہوا تو بھی ایک ہی ہو جائیں گے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ایمان افروز اقتباسات پیش فرمائے۔

✿✿✿✿✿✿

تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نیک نمونہ ہے!

.................(احزاب:۲۲)

ہر وہ شخص جوخود کو مذہب اسلام کی طرف منسوب کرتا ہے اس کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اس کو قرآن مجید کی شکل میں ایک ایسی تعلیم دی گئی ہے جو دیگر ادیان کی شریعتوں وتعلیمات کے بالمقابل ہر لحاظ سے احسن واکمل ہے دوسرے یہ کہ اس ارفع واکمل تعلیم پر عمل کرنا بھی اس لحاظ سے اللہ نے آسان بنا دیا کہ ایسا عظیم رسول اس اُمّت کو عطا فرمایا جس نے اس شریعت کے تمام پہلوؤں پر عمل کر کے دکھا دیا۔ آپ کو اپنی حیات طیبہ میں زندگی کے تمام حسین پہلوؤں اور شعبوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ آپ بادشاہ بھی رہے اور فقیرانہ زندگی بھی بسر کی۔ گھر کا چھوٹے سے چھوٹا کام آپ کیلئے باعث عار نہ تھا بلکہ بیویوں کی خدمت کو آپ اپنی مردانگی کا حصہ سمجھتے تھے۔ آپ نے ایک شادی بھی کی اور ایک سے زائد شادیاں بھی کیں۔ اس اعتبار سے آپ بادشاہوں اور فقیروں کیلئے نمونہ ہیں۔ آپ کے اولاد بھی ہوئی اور فوت بھی ہوئی اس لحاظ سے آپ اہل وعیال والوں کیلئے قرآنی تعلیم کی روشنی میں نمونہ ہیں۔ آپ یتیم بھی رہے اور یتیموں کیلئے قناعت وصبر کے نمونے چھوڑے۔ آپ بہترین والد ہونے کی حیثیت سے بچوں کیلئے بھی نیک نمونہ تھے۔ آپ نے قرض لیا اور قرض دیا بھی اپنوں اور غیروں سے معاہدات بھی کئے۔ جنگیں بھی کیں اور عظیم الشان فتوحات بھی حاصل کیں۔ آپ نے اپنوں اور دشمنوں یہاں تک کے اپنے خون کے پیاسوں کیلئے بھی بہترین انصاف کے نیک نمونے چھوڑے ہیں۔ اپنے دوستوں اور غریبوں کیلئے شفقت آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ غیر مذاہب کے ساتھ رواداری آپ کی اعلیٰ شان تھی۔ عبادت الٰہی میں آپ ایسی منفرد شخصیت تھے کہ ویسا حق عبادت نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد آج تک کبھی ادا کیا گیا۔ ذکر الٰہی آپ کے جان کا حصہ تھی۔ آپ بازاروں میں چلتے تھے خرید وفروخت بھی کرتے تھے لیکن ایک ایسے عام انسان کی حیثیت سے جو دوسرے انسانوں سے مل کر خوش ہوتا ہے۔ آپ بادشاہت وعدالت کی کرسی پر بیٹھتے لیکن خوف خدا سے لرزاں وترساں سچائی، تقویٰ، دیانت آپ کی فطرت کا حصہ تھے۔ غلاموں پر احسان ان سے دلداری اور ان کے پسینے سے شرابور جسم سے لپٹ جانا آپ کو فرحت عطا کرتا تھا۔ جانوروں سے حسن سلوک اور ان کے آرام کا خیال آپ کو مرغوب تھا۔ غرض زندگی کا کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں جس کیلئے آپ نے قرآنی تعلیم کے مطابق حسین نمونے نہیں چھوڑے۔

ہمارا چیلنج ہے کہ اسلام کے علاوہ باقی مذاہب کو ایک تو ایسی اکمل وارفع تعلیم نہیں ملی دوسرے ان کے لانے والے انبیاء ورسولوں کو زندگی کے تمام پہلوؤں وضرورتوں سے متعلق نمونے پیش کرنے کی توفیق عطا نہیں ہوئی۔ اور یہی چیز اسلام کا باقی تمام ادیان پر اکمل واتم ہونا ثابت کرتی ہے۔ چونکہ ان ہر دو پہلوؤں کے اعتبار سے اسلام کی تعلیم کامل ومکمل ہے اور اس کا رسول بہترین نمونہ ہے اس لئے اللہ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اس کامل تعلیم اور اس کے رسول کے اسوہ کو رہتی دنیا تک قائم رکھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

''الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا.

کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور میں دین اسلام پر راضی ہوں۔

مزید فرمایا:-

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر و ذکر اللہ کثیراً

کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت کی اُمید کرتا ہے اور اللہ کا ذکر کثیر کرتا ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حسین اور مکمل زندگی کا نمونہ تا قیامت جاری رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اُمت میں آپ کی ایسی روحانی اولاد کا سلسلہ شروع فرمایا ہے جو ہر زمانہ میں آپ کے فیض سے فیضیاب ہوکر ضرورت کے مطابق آپ کے چھوڑے ہوئے نمونوں پر ایک حد تک عمل کر کے اہل دنیا کو ایکطرف اسلام کی افضلیت یاد دلاتے ہیں تو دوسری طرف اہل اسلام کیلئے اسوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے اپنی زندگیوں میں دکھاتے رہے ہیں انہی لوگوں کو مجدد دین یا آئمہ فرمایا گیا ہے اور جن کے آخر پر امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی آمد مقدر تھی جو ان تعلیمات و نمونوں کو زندہ اور تازہ کر کے اسلام کو باقی تمام ادیان پر غالب کرنے والے تھے۔

چنانچہ وہ عظیم وجود آج ظاہر ہو چکا ہے جو اس پر ایمان لا چکے ہیں آج ان میں اسلام کی وہی عظیم تعلیمات زندہ ہیں۔ لیکن باقیوں پر یہ آفت گری کہ اسلام کی حسین تعلیمات کو بھول کر کوئی قبر پرستی کا شکار ہے کوئی مصلحت آمیزی کیلئے جھوٹ بولنا جائز سمجھتا ہے کوئی صحابہ اور خلفاء ثلاثہ کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے تو کوئی احادیث رسول کو خفت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ کسی نے قرآن وحدیث کو چھوڑ کر قصوں کہانیوں کو اپنے لئے مدار نجات سمجھ رکھا ہے۔

یہ چیز ہم پر واضح کرتی ہے کہ ہماری مدد کیلئے تعلیم قرآنی کے ساتھ ساتھ ہر زمانہ میں اس پر عامل ایک ایسے خدا رسیدہ کی ضرورت ہے جو اللہ سے تازہ بتازہ الہام پا کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونوں پر چل کر ہمارے لئے روحانی روشنی کے سامان فراہم کرے۔

الحمدللہ کہ آج کے اس دور میں سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت کی روشنی ہمیں عطا فرمائی ہے۔ آپ ہیں جن کو اللہ نے قرآنی تعلیمات سکھائیں آپ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر گامزن ہیں اور آپ کے بعد خلفائے احمدیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اس کو تمام دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

لہٰذا انصاف پسند مسلمان بھائی جو قرآنی تعلیم کے حُسن کو اپنی زندگیوں میں جاری کرنا چاہتے ہیں ان کیلئے ضروری ہے کہ شبہات کے اندھیروں اور دلدل کی زمینوں سے نکل کر خدا کی طرف سے جاری کردہ اس چشمہ کی طرف آ جائیں جو اس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فیض سے جاری ہے۔ یہی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک موقعہ پر ایک حقیقی پیغام ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ۔

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم　　　یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است

واخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العالمین

(منیر احمد خادم)

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰ

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے خدا اے کار ساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کار و بار
یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند !
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار
آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار
تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کے لئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار
جس کو چاہے تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار
کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
آسماں پر دعوت حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

اخبار بدر میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

خطبہ جمعہ

آنحضرت ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خُو اور کریم تھے۔

خادموں اور بچوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت و رأفت کے واقعات کا دلنشین تذکرہ۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت رءوف و رحیم کے تعلق میں آیت قرآنی، احادیث نبویہ اور روایات صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے مختلف امور کا بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۷ / فروری ۲۰۰۳ء ۷ / تبلیغ ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾(سورة التوبه:۱۲۸)

یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کوئی درشت کلمہ اپنی زبان پر نہ لائے۔ نیز فرماتی ہیں کہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خُو تھے۔ اور سب سے زیادہ کریم آدمی۔ عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے، آپؐ نے منہ پر کبھی تیوری نہیں چڑھائی۔ ہمیشہ مسکراتے ہی رہتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کا یہ بھی بیان ہے کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرت ﷺ نے اپنے کسی خادم یا بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ (شمائل الترمذی۔ باب فی خلق رسول الله)

بعض لوگ یہ غلط استنباط کرتے ہیں ﴿فَاضْرِبُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ﴾ سے کہ اپنی بیویوں کو مارنا چاہئے۔ میرے علم میں ایک احمدی بھی ہے اب تو وہ احمدیت سے باہر نکل گیا ہے لیکن وہ اپنی بیوی کو چھوٹی سی بات کے اوپر بہت سخت مارا کرتا تھا۔ قرآن کریم آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا ہے اور آپ بہتر اس کا ترجمہ جانتے تھے۔ آپ کی بیویوں نے آپ کے خلاف نُشُوز کبھی نہیں کیا۔ قرآن کریم کی جس آیت میں یہ مارنے کا ذکر ہے وہاں نُشُوز مراد ہے۔ بعض عورتیں ہیں جو مارنے میں خاوند کے اوپر پہل کرتی ہیں اور بعض خاوند تو بیچارے بھیگی بلّی کی طرح مار کھاتے رہتے ہیں۔ ہمارے لاہور میں ایک صاحب ہوا کرتے تھے، ان کی بیوی ان کو اتنا مارتی تھی کہ ان کے ہوش اُڑا دیتی تھی۔ اس لئے غلط استنباط قرآن کریم سے نہیں کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جن پر یہ نازل ہوا ان سے بہتر کوئی استنباط نہیں کرسکتا۔ پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس روایت کو یاد رکھیں کہ آپ نے کبھی کسی بیوی پر، کسی کمزور پر ہاتھ نہیں اُٹھایا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے اونٹ کو خود چارہ ڈالتے۔ گھر کے کام کاج کرتے۔ اپنی جوتیوں کی مرمت کر لیتے۔ کپڑے کو پیوند لگا لیتے۔ بکری کا دودھ خود دوہ لیتے۔ خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے۔ آٹا پیستے پیستے اگر وہ تھک جاتا تو اس میں اُس کی مدد کرتے۔ بازار سے گھر کا سامان اٹھا کر لانے میں کبھی شرم محسوس نہ کرتے۔ امیر غریب ہر ایک سے مصافحہ کرتے۔ سلام میں پہل کرتے۔ اگر کوئی معمولی کھجوروں کی بھی دعوت دیتا تو آپؐ اسے حقیر نہ سمجھتے اور قبول فرما لیتے۔ آپؐ نہایت ہمدرد، مہربان، نرم مزاج اور حلیم الطبع تھے۔ آپ کا رہن سہن بڑا صاف ستھرا تھا۔ ہر کسی سے بشاشت سے پیش آتے تھے۔ تبسم آپؐ کے چہرے پر ہمیشہ جھلکتا رہتا تھا۔ آپؐ زور کا قہقہہ نہیں لگایا کرتے تھے۔ خدا کے خوف سے فکرمند رہتے تھے لیکن ترش روئی اور خشکی نام کو نہ تھی۔ منکسر المزاج تھے لیکن اس میں کسی کمزوری، پست ہمّتی وغیرہ کا شائبہ تک نہ تھا۔ بڑے سخی تھے لیکن بے جا خرچ سے ہمیشہ بچتے۔ نرم دل، رءوف و رحیم اور کریم تھے۔ ہر مسلمان سے مہربانی سے پیش آتے۔......کبھی حرص و طمع کے جذبے سے ہاتھ نہ بڑھاتے بلکہ صابر و شاکر رہتے اور کم پر قناعت فرماتے تھے۔

(اسد الغابه۔ جلد اوّل۔ صفحه ۲۹)

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اُن سے ذکر کیا کہ جنگ حنین میں بھیڑ کی وجہ سے میرا پاؤں آنحضرت ﷺ کے پاؤں پر جا پڑا۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے مجھے سانٹا مارا اور بات اس وقت آئی گئی ہوگئی۔ زیادہ زور سے نہیں مارا، ہلکا سا سانٹا مارا ناراضگی کے اظہار کے طور پر۔ کہتے ہیں رات مجھے نیند نہ آئی سخت گھبراہٹ رہی کہ میں نے کیا حرکت کی ہے۔ صبح صبح مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے مجھے پیغام ملا کہ بات سن جاؤ۔ میں ڈر گیا کہ اب شامت آئی۔ مگر شامت کیا آنی تھی رسول کریم ﷺ نے اسے آواز دی اور کہا یہ اسّی بکریاں تمہیں دے رہا ہوں۔ میں نے وقتی طور پر تمہیں غصے میں سانٹا مار دیا تھا لیکن اب مجھے اس کا بہت افسوس ہے اور اس کے کفارے کے طور پر یہ اسّی بکریاں تمہیں دیتا ہوں۔

(ماخوذ از مسند دارمی. باب فی سخاء النبی ﷺ)

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی بعض روایتیں بیان کرتا ہوں جو اسی نوعیت کی ہیں:۔

میاں غفارا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خادم کے طور پر رہا کرتے تھے۔ عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام کی خدمت میں اس کے آنے کی تقریب عجیب دلچسپ ہے اور آپؑ کے رحم اور ہمدردی کے جذبات کے اظہار کا ایک نقشہ پیش کرتی ہے۔ میاں غفارا کہتا ہے کہ میری عمر تیرہ چودہ سال کی تھی۔ میں بڑی مسجد کے صحن پر لیٹا ہوا دانے چبا رہا تھا جس طرح بکری کھاتی ہے ویسے کھا رہا تھا۔ حضرت اقدسؑ وہاں آئے اور مجھے اس حالت میں دیکھ کر آپؑ نے مجھ سے میرا پتہ و نشان پوچھا اور پھر اپنے ساتھ مکان پر لے گئے اور دو خمیری روٹیاں لاکر مجھے دیں۔ میں کھا کر چلا آیا اور اسی طرح پر مجھے ہر روز کھانا مل جاتا تو میں کبھی وہاں کھا کر اور کبھی گھر کو لے کر چلا آتا۔ کوئی کام اور خدمت میرے سپرد نہ تھی۔ پھر رفتہ رفتہ جب میں مانوس ہوگیا تو آپؑ نے مجھ کو اور چند اَور لڑکوں کو نماز کی ہدایت کی اور آپؑ ہی کچھ سورتیں بھی یاد کرا دیں اور ہم سب بڑے پکے نمازی ہوگئے۔......میاں غفارا جب نمازی ہوگیا تو آپؑ نے اس کو اور اُن بچوں کی پارٹی کو جو آپؑ کے پاس آتی تھی۔ درود شریف کی کثرت کی طرف توجہ دلائی اور جو درود مسنون کا نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کا وظیفہ ان کو بتایا کہ عشاء کی نماز کے بعد درود شریف پڑھ کر سو رہا کرو اور جو خواب وغیرہ آیا کرے صبح کو سنایا کرو۔ چنانچہ سب کا یہ معمول ہوگیا کہ ہم رات کو جو بھی خواب آتی تھی صبح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنایا کرتے تھے اور آپ اپنے کیسہ یا جیب میں روٹی ڈال کر باغ میں چلے جاتے اور غفارا کو دے دیتے۔ پھر ان خوابوں کی تعبیر بھی فرماتے جو اکثر سچی نکلتیں۔ غفارا کے شادی کے اخراجات کے لئے آپ نے ایک بڑا حصہ دیا۔ دو زیور اُس کو دیئے جو اُس نے ۸۰ روپیہ پر فروخت کر دیئے۔ غرض اس طرح ہمدردی اور غمخواری فرمایا کرتے تھے۔

(حیات احمد۔ از مولانا یعقوب علی عرفانیؓ۔ صفحه ۲۴۲،۲۴۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادموں میں ایک خادم کا نام پیرا تھا جو بالکل جاہل

اور اجڈ تھا......اُس سے بے وقوفی کے افعال کا سرزد ہونا ایک معمولی بات ہوتی تھی مگر حضرت نے اسے کبھی جھڑ کا نہیں۔اس کے متعلق فرمایا کرتے کہ اَھْلُ الْجَنَّۃِ ''۔یہ جو محاورہ ہے اَھْلُ الْجَنَّۃِ بُلْہٌ وہ ان پر پورا صادق آتا تھا۔(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ صفحہ ۳۵۰)

اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس طرح بے تکلفی سے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیھم کے ساتھ بیٹھتے تھے کہ باہر سے آنے والے کے لئے پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا۔بعض دفعہ حضرت ابوبکر کو ساتھ بیٹھا دیکھ کر آنحضرت ﷺ سمجھ لیا کرتے تھے وہ اشارہ سے بتا دیا کرتے تھے کہ نہیں میری طرف نہیں، ان کی طرف جاؤ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی یہی حال تھا۔کسی مجلس میں آپ کے اعزاز میں کوئی الگ جگہ مقرر نہیں تھی اور خدام کے ساتھ اکٹھے بیٹھتے تھے۔بعض دفعہ بعض لوگ مہمان نوازی اپنی طرف سے اس طرح کرتے تھے کہ مہمان خصوصی کے لئے تو الگ کمرہ اور خاص دستر خوان اور ساتھ حواشی مباشی جو ہوتے تھے ان کے لئے الگ کمرہ۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک امیر نے اس طرح دعوت کی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم ہو گیا کہ یہ کیا کرنا چاہتا ہے۔آپ دروازے کے باہر کھڑے ہو گئے اور اپنے نوکروں سے کہا پہلے آپ جائیں۔جب وہ پہلے چلے گئے تو اس امیر کے پاس چارہ کچھ نہیں تھا سوائے خاموشی سے اس بات کو برداشت کرنے کے۔پھر اپنے دستر خوان پر ان کو اپنے دائیں بائیں بٹھایا اور بڑی عزت افزائی فرمائی۔

بچوں سے آنحضور ﷺ بہت پیار فرمایا کرتے تھے۔ہنسی مذاق کرتے تھے انہیں چھیڑتے تھے ،ان سے دل لگی کرتے ،ان کو بہلاتے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضور ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔نماز کے بعد آنحضور ﷺ اہل خانہ کی طرف جانے لگے تو میں بھی حضورؐ کے ساتھ چل پڑا۔وہاں پہنچے تو آگے بچے حضورؐ کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔حضورؐ ان کے پاس رُکے۔ایک ایک بچے کے کلوں کو اپنے ہاتھ سے سہلایا وہ کہتے ہیں کہ میں تو حضورؐ کے ساتھ آیا تھا لیکن حضورؐ نے میرے کلوں کو بھی سہلایا۔جب حضورؐ اپنا ہاتھ میرے کلوں پر پھیر رہے تھے تو مجھے حضورؐ کے ہاتھوں میں ایسی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس ہوئی گویا حضورؐ نے انہیں کسی عطّار کے تھیلے سے نکالا ہے۔(صحیح مسلم . کتاب الفضائل .باب طیب رائحۃ النبیؐ)

حضرت امّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تھے تو آپؐ اُن کے لئے دعا کرتے اور مبارکباد دیتے اور اُن کو گُڑھتی دیتے تھے۔(مسلم کتاب الادب . باب استحباب تحنیک المولود عند ولادتہ و حملہ الی صالح) تو اب یہ جو رواج ہے گڑھتی دینے کا، یہ نیا رواج نہیں۔یہ سنّت ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے ہاتھ سے ان کے منہ میں گڑھتی دیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن سلام کے بیٹے یوسف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام یوسف رکھا، مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔

(مسند احمد بن حنبل . جلد ۲ صفحہ ۲ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ اس کا چھوٹا سا بچہ تھا وہ پیار سے اُسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا۔اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر رحم کرتے ہو؟ اس نے کہا: جی حضور۔

آپ نے فرمایا جتنا تم اس پر رحم کرتے ہو اللہ تعالیٰ تم پر اس سے بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

(الادب المفرد للبخاریؒ .باب رحمۃ العیال)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے نواسے) حسن بن علی کو چُوما تو پاس بیٹھے اَقرع بن حابِس تمیمی نے کہا کہ میرے تو دس بچے ہیں لیکن میں نے کسی کو کبھی نہیں چوما۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔(بخاری . کتاب الادب . باب رحمۃ الولد و تقبیلہ ومعانقتہ)

حضرت اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے گفتگو کرنے کے لحاظ سے حضرت فاطمہ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہت رکھنے والا کسی اور کو نہیں دیکھا۔وہ جب آپ کے پاس آتیں تو آپ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔انہیں خوش آمدید کہتے اور ان کو بوسہ دیتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھاتے۔اور جب آنحضرتؐ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں جاتے تو وہ آپ کے احترام میں کھڑی ہو جاتیں، آپ کا دستِ مبارک پکڑ کر اس کو بوسہ دیتیں اور آپ کو خوش آمدید کہتیں اور آپ کو اپنی بیٹھنے والی جگہ پر بٹھاتیں۔وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی، آئیں۔چنانچہ آپ نے انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں بوسہ دیا۔

(الادب المفرد للبخاریؒ .باب الرجل یقبل ابنتہ)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو اہل بیت کے بچے بھی آپؐ کے استقبال کے لئے جاتے۔ایک دفعہ جب آپؐ سفر سے آئے تو سب سے پہلے مجھے آپ تک پہنچایا گیا۔آپؐ نے مجھے گود میں اٹھا لیا۔پھر حضرت فاطمہؓ کے دو بیٹوں امام حسنؓ یا امام حسینؓ میں سے کسی ایک کو لایا گیا تو آپؐ نے اُسے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔اسی طرح مدینہ منورہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ ایک اونٹ پر ہم تین سوار تھے۔

(مسند احمد بن حنبل . مسند اھل البیت)

عدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھا۔آپؐ نے امام حسنؓ کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما۔

(بخاری .کتاب المناقب . باب مناقب الحسن و الحسین)

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکڑ کر اپنے ایک زانو پر بٹھا لیا اور دوسرے پر حسن کو۔پھر ہم دونوں کو اپنے سینے سے چمٹا لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے ''اَللّٰھُمَّ ارْحَمْھُمَا فَاِنِّیْ اَرْحَمُھُمَا'' اے اللہ ان دونوں پر رحم فرما۔میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں۔

(بخاری .کتاب الادب. باب وضع الصبی علی الفخذ)

یَعْلٰی بن مُرَّہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ہمراہ ایک ایسی دعوت پر جس میں ہم مدعو تھے جانے کے لئے نکلے۔کیا دیکھتے ہیں حسینؓ رستہ میں کھیل رہے ہیں۔نبی ﷺ تیزی سے لوگوں سے آگے ہو گئے پھر اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے جس پر بچہ کبھی ادھر اور کبھی ادھر بھاگتا (یہ آنحضرت ﷺ کا پیار کا اظہار تھا۔دونوں ہاتھ پھیلا کر اس بچے کو پکڑنے کی کوشش کرتے تھے، پکڑ تو سکتے تھے مگر جان کے کچھ دیر پیچھے ہٹ جاتے تھے تاکہ اس کے ساتھ کھیل جاری رہے کبھی وہ ادھر بھاگتا کبھی ادھر بھاگتا) آنحضرت ﷺ اس طرح اسے ہنسا رہے تھے، آپ انہیں ہنساتے رہے یہاں تک کہ آپؐ نے اسے پکڑ لیا۔پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا ان کے سر پر رکھا پھر انہیں اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا۔

پھر نبی ﷺ نے فرمایا۔ ''حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ'' یعنی حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں۔اور فرمایا اللہ اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت کرے۔حسین (میرے) نواسوں میں سے ایک ہے۔(الادب المفرد للبخاریؒ .باب معانقۃ الصبی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ایک الہام ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ'' اس کو مولویوں نے تمسخر بنا دیا اور کہا کہ میں اللہ میں سے ہوں اور اللہ مجھ میں سے ہے۔حالانکہ ''مِنِّیْ'' کا ترجمہ کرنا 'یہ مجھ میں سے' اور 'تجھ میں سے' غلط ہے۔''مِنِّیْ'' کا ترجمہ ہے 'میرا ہے' اور ''مِنْکَ'' کا ترجمہ ہے 'تیرا' ہے۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی اس حال میں بھی نماز پڑھتے کہ آپ نے اپنی نواسی اُمامہ کو جو حضرت زینب اور ابوالعاص بن ربیعہ بن عبدشمس کی بیٹی تھیں کو اُٹھایا ہوا ہوتا تھا۔پس جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو اسے بٹھا دیتے اور جب آپ قیام کرنے لگتے تو اسے پھر اُٹھا لیتے۔(بخاری کتاب الصلوۃ .باب اذاحمل جاریۃ صغیرۃ......الخ)

اب ہمارے ہاں یہ مشہور ہے کہ اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور کسی شخص نے ایسی روایت سن کے یہ بھی کہا تھا کہ خو! تو پھر رسول اللہ ﷺ کی نماز ٹوٹ گئی۔حالانکہ آنحضرت ﷺ کا ذہن اللہ کی طرف رہتا ہے۔'' دست بہ کار دل بہ یار''۔آپ تو بچوں سے شفقت کی وجہ سے ان کے ساتھ ایسا سلوک کر لیتے

تبلیغ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of fashion Leather Products & General Order Suppliers & Importers.

Office: 16 D, Topsia, 2nd Lane, Mullapara, Near Star Club, Calcuta -700039

Ph. 3440150 Tel Fax : 3440150 Pager No : 9610-606266

تھے مگر کبھی بھی آپؐ کی توجہ نماز سے نہیں ہٹی۔

عبداللہ بن شدّاد بن الھاد اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ عشاء ظہر یا عصر پڑھانے کے لئے آئے تو آپ اپنے بچوں حسن یا حسین میں سے کسی کو اٹھائے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے تو بچے کو اپنے دائیں پاؤں کے پاس بٹھا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور اس کو لمبا کر دیا۔ میرے والد کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے مَیں نے سر اُٹھا کر دیکھا (کہ سجدہ زیادہ لمبا ہو گیا تھا اور پتہ نہیں کس وہم میں مبتلا ہوا تو میں نے سر اُٹھا کر دیکھا) تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ تو ابھی سجدہ میں ہیں اور بچہ آپ کی پیٹھ پر سوار ہے۔ پھر میں واپس سجدہ میں چلا گیا۔ پھر جب رسول اللہ نے نماز پڑھا کر سلام پھیرا تو لوگوں نے دریافت کیا، یا رسول اللہ! آپ نے اس نماز میں ایک بہت لمبا سجدہ کیا تھا۔ کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اس کا حکم تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نہیں وہ بچہ میرے پاس تھا میں نہیں چاہتا تھا اس کو اٹھا لوں، نیچے رکھ دوں اور جب تک وہ خود میری پیٹھ سے اتر انہیں اس وقت تک میں نے سجدہ کو لمبا رکھا۔

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنھما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک بیٹی نے آپ کو یہ پیغام بھجوایا کہ میری بیٹی کا آخری وقت ہے آپ تشریف لائیں۔ اسامہ کہتے ہیں ہم آنحضرت ﷺ کے ہمراہ آپ کی صاحبزادی کے پاس پہنچے۔ وہ آخری وقت تھا بچی کا۔ آنحضور ﷺ نے اس کو صبر کی تلقین فرمائی۔ پھر جب آپ کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہوئے۔ چنانچہ بچی جان کنی کے عالم میں تھی۔ وہ اس حالت میں نبی اکرم ﷺ کے گود میں دے دی گئی۔ اس پر آنحضور ﷺ کے آنسو بہنے لگے۔ اس پر سعد نے کہا یا رسول اللہ! یہ کیا؟

آنحضور ﷺ نے فرمایا: (میرے یہ آنسو) رحمت کی وجہ سے ہیں اور رحمت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے رکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔ (بخاری کتاب المرضی۔ باب عیادۃ الصبیان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ابوسیف حدّاد (حدّاد سے مراد ہے لوہار) کے ہاں گئے۔ جن کے پاس حضرت ابراہیم رہا کرتے تھے۔ (آپؐ کے بیٹے ابراہیم کو ابوحدّاد پالا کرتا تھا۔) رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم کو پکڑا، اور بوسہ دیا اور انہیں سونگھا۔ پھر ایک اور موقعہ پر اس کے ہاں گئے۔ اس وقت حضرت ابراہیم جان کنی کے عالم میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: یا رسول اللہ! آپ بھی؟ اس پر آپ نے فرمایا: ''اے ابنِ عوف یہ رحمت ہے'' پھر اس کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل مغموم ہے مگر ہم وہی کہیں گے جس سے ہمارا ربّ راضی ہو۔ اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں۔ (بخاری کتاب الجنائز۔ باب قول النبیؐ انا بک لمحزونون)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بچوں سے بہت شفقت فرمایا کرتے تھے خصوصاً مرزا مبارک احمد جو سب سے چھوٹے تھے تو ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت پیار تھا۔ آپ بچوں پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سوائے ایک موقع کے جب مرزا مبارک احمد سے غلطی سے ٹھوکر لگی اور قرآن کریم میز سے نیچے گرنے ہی والا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لپک کے اس کو روک لیا اور ایک تھپڑ لگایا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بے حد نرم ہونے کے باوجود قرآن کی بہت عزت کرتے تھے۔ ''قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے''۔ آپ کی تلاوت قرآن کریم دن رات ایسی ہوتی تھی کہ جس سے وجد طاری ہو جایا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب پتہ چلتا کہ کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کے ہاں خود جاتے، غریب سے غریب طالبعلم کی بیماری پر بھی آپ کا وہ جوش اور ہمدردی مشاہدہ کیا گیا جو کم لوگوں کو اپنی اولاد سے کبھی نصیب ہوتا ہوگا۔ آپ بار بار اضطراب سے پھرتے اور دعا مانگتے تھے اور بار بار حالات پوچھتے تھے اور اس کی صحت پر آپ کو ایسی خوشی ہوتی جیسے کسی اپنے بچے کی صحت پر۔ (سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ ۳۸۶) ایسے بہت سے واقعات ہیں جو یہاں مزید بیان کرنے طوالت کے خوف سے کم کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بارہا میں نے دیکھا ہے کہ اور دوسرے بچے آپؑ کی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور آپؑ کو مضطر کر کے پائینتی پر بٹھا دیتے ہیں اور اپنے بچپنے کی بولی میں مینڈک اور کوّے اور چڑیا کی کہانیاں سنا رہے ہیں اور گھنٹوں سنائے چلے جاتے ہیں۔ حضرت ہیں کہ بڑے مزے سے سنے جا رہے ہیں۔ گویا کوئی مثنوی ملائے روم کا سبق دے رہے ہوں۔ حضرت بچوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں۔ بچے کیسے ہی بسوریں، شوخی کریں۔ سوال میں تنگ کریں اور بے جا سوال کریں ایک موہوم اور غیر موجود شے کے لئے حد سے زیادہ اصرار کریں۔ آپؑ نہ تو کبھی مارتے ہیں، نہ جھڑکتے ہیں اور نہ کوئی خفگی کا نشان ظاہر کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بچوں کے سوالوں سے تنگ آنے کی بجائے ان کو پیار سے سمجھایا کرتے تھے اور یہی تربیت کا طریق ہے جسے جماعت کو آج اختیار کرنا چاہئے۔ بعض بچے سوال کرتے ہیں تو تنگ آ کر جھڑک کے ان کو بند کرا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ بچوں کے سوال کے جواب میں تحمل سے پیش آنا چاہئے اور جس حد تک بھی اس کی سمجھ ہو جواب دے کر اس کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں۔

مولوی عبدالکریمؓ مزید فرماتے ہیں:۔

محمود (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کوئی تین برس کا ہوگا۔ آپؑ لدھیانہ میں تھے۔ میں بھی وہیں تھا۔ گرمی کا موسم تھا مردانہ اور زنانہ میں ایک دیوار حائل تھی۔ آدھی رات کا وقت ہوگا۔ جو میں جاگا اور مجھے محمود کے رونے اور حضرت کے ادھر اُدھر باتوں میں بہلانے کی آواز آئی۔ حضرت اُسے گود میں لئے پھرتے تھے اور وہ کسی طرح چپ نہیں ہوتا تھا۔ آخر آپؑ نے کہا: دیکھو محمود! وہ کیسا تارا ہے! (یعنی آسمان کا ایک ستارہ دکھایا) بچے نے نیا (مشغلہ شروع کر دیا اور چلاّنا شروع کر دیا کہ) ابا! تارے جانا ہے۔ ابا! تارے جانا ہے۔ کہ ابا میں نے بھی ستارے جانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو پیار کے ساتھ چُپ کراتے رہے لیکن ڈانٹا نہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کہتے ہیں آپ کا بیٹے سے اس طرح گفتگو کرنا مجھے بہت پیارا لگا اس نے بھی ایک ضد کی راہ نکالی تھی مگر حضورؑ اس نے پر صبر کیا اور بچہ روتے روتے آخر خود ہی تھک گیا اور چپ ہو گیا۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ۔ صفحہ ۳۶،۳۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بچوں کے ساتھ کھیلنے والے بچوں سے بھی اسی طرح شفقت کا سلوک فرمایا کرتے تھے جیسے اپنے بچوں کے ساتھ۔ لنگر خانے کے ایک ملازم کے بچے کے کہنے پر حضورؑ نے اپنے ایک صاحبزادے کو بہت سے آم دیئے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ وہ اپنے ہمجولیوں میں تقسیم کر دیں۔ حضورؑ خود بھی جب کوئی چیز تقسیم کرتے تو اپنے بچوں کے ساتھیوں کو برابر حصہ دیتے اور ملازموں کے بچے حضرت کے گھر میں ایک شاہانہ زندگی بسر کرتے۔ عام سلوک میں حضرت اقدسؑ کو کبھی کسی سے فرق کرتے نہیں دیکھا۔

اگر ایسے موقعہ پر کسی اور کا کوئی بچہ سامنے آ جاتا جب آپ کوئی چیز تقسیم کر رہے ہوتے تو آپ آنے والے بچے کے ساتھ بھی شفقت کا برتاؤ کرتے اور کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرما دیتے۔ یہ عادت حضورؑ کی ہمیشہ سے تھی۔ اپنی عمر کے اس حصے میں جبکہ آپ مجاہدات میں مصروف تھے، بعض یتامیٰ کی خاص طور پر خبرگیری فرماتے اور اپنی خوراک کا ایک حصہ اُن کو دے دیا کرتے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ۔ جلد سوم صفحہ ۳۷۱،۳۷۲)

میں نے بھی اسی سنت پر عمل کر کے اپنی بچیوں کی تربیت کی ہے۔ ان کو جب میں کوئی چیز کھانے کو دیتا تھا تو وہ اکثر لے کر باہر نکل جاتی تھیں اور نوکروں وغیرہ کو اور دوسروں کو ساتھ شامل کر لیا کرتی تھیں۔ تو آپ کو بھی بچپن سے ہی اپنے بچوں کی ایسی تربیت کرنی چاہئے کہ جب کوئی اچھی چیز کھائیں تو ساتھ غریبوں اور دوسروں کو بھی شریک کر لیا کریں۔

حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ:۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ ابھی تھوڑا سا دن چڑھا تھا۔ سردی کا موسم تھا پندرہ سولہ احباب ساتھ تھے کہ پیچھے سے اور بہت سے آ ملے۔ خلیفہ ثانی، حضرت مرزا بشیر احمد بھی آ گئے اور ایک دو لڑکے اور بھی ان کے ساتھ تھے۔ چھوٹی عمر تھی، ننگے پاؤں اور ننگے سر میاں بشیر احمد

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان 248-5222,248-1652,243-0794
رہائش: 237-0471,237-8468

صاحب تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے تبسم فرما کر فرمایا "میاں بشیر جوتی ٹوپی کہاں ہے؟ کہاں پھینک آئے؟" میاں بشیر احمد نے کچھ جواب نہ دیا اور ہنس کر بچوں سے کھیلتے ہوئے آگے بڑھ گئے اور کچھ فاصلہ پر آگے چلے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر فرمایا کہ عجیب حالت ہوتی ہے بچوں کی ابھی چند دن پہلے یہ رو رہا تھا کہ مجھے نیا جوتا لے دیں اور بہت ضد کر رہا تھا۔ میں نے نیا جوتا لے کے دیا لیکن اس کو اب اس کی ہوش ہی کوئی نہیں وہ جوتا ایک طرف پھینک دیا ہے اور خود دوڑے پھرتا ہے ننگے پاؤں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات پر بہت ہنس رہے تھے۔ پھر ایک خادم نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں بھاگ کر جا کے ان کا جوتا گھر سے اٹھا لاؤں۔ آپ نے فرمایا نہیں، تکلیف نہ کرو، جس طرح کھیلتا ہے کھیلنے دو۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ ۳۷۰، ۳۷۱)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مسجد میں صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بھی آگئے اور کسی بات پر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے آرام سے کہا کہ میاں مسجد میں ہنسا نہیں کرتے۔ چنانچہ جب دوبارہ ان کو پھر ہنسی آنے لگی تو وہ اُٹھ کر مسجد سے باہر نکل گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا معمول تھا کہ جب کوئی بچہ آپؑ کی خدمت میں آتا تو آپؑ جگہ دینے کے لئے ذرا ایک طرف ہٹ جاتے اور اپنے پہلو میں اُسے بیٹھنے کا موقعہ دیتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اکثر آیا کرتے تھے۔ صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب اور صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کم۔ سیر میں کبھی کبھی ساتھ ہو جاتے اور صاحبزادہ مبارک احمد صاحب تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گود میں ہوتے تھے۔ پھر خدام لے لیا کرتے تھے جب حضرت صاحبزادہ صاحب خواہش کرتے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اُن کو اٹھا لیتے۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ ۳۶۷)

ایک دفعہ حضرت صاحب کے سامنے میاں شریف احمد کو بچے چھیڑنے لگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تجھ سے پیار نہیں ہے۔ وہ اس بات پر روئے تو ان کا ناک بہنے لگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اپنی طرف کھینچا تا کہ اس کو پیار کریں تا کہ اس کا یہ وہم دور ہو جائے ان بیچاروں کا ناک بھی نکل رہا تھا۔ اس خیال سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے گندے نہ ہو جائیں وہ ضد کر کے پیچھے ہٹتے رہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی طرف کھینچتے رہے اور پھر فرمایا مجھے تم سے بہت پیار ہے۔

ایک روایت میاں بشیر احمد صاحب کی طرف سے ہے کہ

ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تنگ کرتے تھے خواہ کوئی بھی وہ کام رہے ہوں، کسی حالت میں ہوں، ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے کہ ابا پیسہ دو۔ اور آپؑ رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تو آپؑ فرماتے تھے کہ میاں! میں اس وقت کام کر رہا ہوں، تنگ نہ کرو۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۳۷۸، ۳۷۹)

حضرت میاں شریف احمد صاحب کے متعلق ایک اور دلچسپ روایت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ نہیں کیوں یہ خیال ہوا کسی وقت انہوں نے زردہ نہیں کھایا ہوگا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھے کہ میاں شریف کو زردہ پسند ہی نہیں، کھاتے ہی نہیں۔ تو ایک دن زردہ پکا ہوا تھا تو ہاتھ بڑھانے لگے تو حضرت اماں جان نے روک دیا کہ شریف زردہ نہیں کھاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی کہا۔ پھر میاں شریف نے کہنا شروع کیا شریف زردہ کھاتا ہے، شریف زردہ کھاتا ہے اور پھر آپ کے سامنے وہ زردہ کر دیا گیا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کام میں مشغول ہوتے تھے تو بچہ آواز دیتا تھا کہ ابا! بُوا کھول۔ یعنی پنجابی بولا کرتے تھے کہ اے ابا دروازہ کھولو! اور پھر اندر گھستے ہی سر نکال کے پھر باہر چلا جاتا تھا اور پھر دوبارہ آجاتا تھا اور کہتا تھا کہ ابا! بوا کھول۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خواہ کیسا ہی ضروری کام کر رہے ہوں آپ ہمیشہ اُٹھ کر دروازہ کھولتے اور پھر بند کر کے بیٹھ جاتے۔ یہ کبھی نہیں کہا کہ تو مجھے بار بار کیوں ستاتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے گنا تو بیس دفعہ ایسا کیا اور ان ساری دفعات میں ایک دفعہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ سے زجر اور توبیخ کا کلمہ نہیں نکلا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ صفحہ ۳۳، ۳۴)

ایک پٹھانی ہوا کرتی تھیں خوست کی۔ امۃ اللہ بی بی ان کا نام تھا۔ ان کو لال پری کہتے تھے ہم لوگ۔ جب وہ شروع شروع اپنے والد اور چچا سید صاحب نور اور سید احمد نور کے ساتھ قادیان آئیں تو عمر آپ کی بہت چھوٹی تھی ان کے والدین اور چچا، چچی حضرت سید عبد اللطیف شہید کی شہادت کے بعد قادیان چلے آئے تھے۔ امۃ اللہ کو بچپن میں آشوبِ چشم کی سخت شکایت ہو جاتی تھی اور آنکھوں کی تکلیف اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ انتہائی درد اور سرخی کی شدت کی وجہ سے وہ آنکھ کھولنے کی طاقت نہیں رکھا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضورؑ میری آنکھ کو بہت تکلیف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لعاب سے ان کی آنکھیں تر کیں اور وہ دن اور وفات کا دن پھر کبھی بھی ان کی آنکھ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے متعلق بھی ہے بَرَّقَ طِفْلِیْ بَشِیْر کہ میرے بچے بشیر کی آنکھیں چمک اُٹھیں اور روشن ہو گئی ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی آنکھیں بھی بچپن میں بہت دکھتی تھی لیکن پھر تا حیات آپ کی آنکھوں کو کبھی کوئی نقص نہیں ہوا۔

اب یہ لال پری صاحبہ کا ایک قصہ دلچسپ آپ کو سنا دیتا ہوں۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ لال پری میں یہ عادت ہے کہ جب میں کسی کام کے لئے ان کو بلاؤں تو ایک دفعہ پیچھے ہٹتی ہیں اور پھر آگے بڑھتی ہیں۔ اور اگر میرا مقصد ہو کہ وہ میرے قریب کھڑی ہوں اور میں ان کو کہوں جائیں تو وہ ایک دم آ کے ٹکر ماردیں گی۔ اس لئے میں بہت احتیاط کرتا ہوں۔ جب وہ قریب کھڑی ہوں تو میں ان کو 'جائیں' کی بجائے اپنی طرف بلاتا ہوں۔ وہ عادتاً پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔ پھر میں سنبھل جاتا ہوں۔ تو یہ وہاں کی بچپن کی باتیں مجھے یاد ہیں، اچھی دلچسپ ہوا کرتی تھیں۔

اب حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی یہ روایت جو ہے وہ بہت ہی عظیم الشان ہے، سننے سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ کا بچہ گونگا اور بہرہ تھا اور ٹائیفائیڈ بخار بھی اس کو ہو گیا تھا۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گورداسپور کے مقدمے، تاریخوں پر حضورؑ کے ساتھ ہی جایا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی حالت کو دیکھا مفتی صاحب کو فرمایا کہ آپ گورداسپور نہ جائیں یہیں ٹھہریں۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے دوسری صبح بچہ فوت ہو گیا۔ اس سے دوسرے دن آپ گورداسپور سے تشریف لائے تو مفتی صاحب چھوٹی لڑکی حفیظہ کو اُٹھائے ہوئے حضورؑ کو مہمان خانہ کے قریب جا کر ملے۔ آپ نے فرمایا: میں نے آپ کے بچہ کی وفات سنی، بہت رنج ہوا میں نے آپ کے لئے بہت دعا کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو نعم البدل عطا فرماوے گا۔ وہ سننے والا اور بولنے والا ہوگا۔

یہاں مفتی صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرے گھر میں دو لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا کرنے ہیں۔ اب یہ لڑکی ہے اس کے بعد اگر دوسری لڑکی ہوئی تو نعم البدل نہ ہوگا۔ اگر لڑکا ہوگا تو نعم البدل سمجھوں گا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ میاں ہمارے خدا میں یہ بھی طاقت ہے کہ آئندہ لڑکیوں کا سلسلہ ہی منقطع کر دے۔ چنانچہ مولا کریم کے قربان جاؤں۔ اس کے بعد مفتی صاحب کے گھر میں متواتر چھ لڑکے پیدا ہوئے اور سب سننے والے اور بولنے والے۔ گو یہ ایک لطیفے کے طور پر مفتی صاحب بیان کرتے ہیں مگر یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کا ایک معجزہ ہے۔ (سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرتبہ حضرت مولوی یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳)

اب اس مختصر خطاب کے بعد میں ٹھہر کے آخری دعا کراتا ہوں۔

❀❀❀❀❀❀❀❀

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2003ء

سیرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بَحَیْثِیَتْ مُحْسِنِ اِنْسَانِیَتْ

از:- محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان

☆.....وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء: 108)

☆.....لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (توبہ آیت:138)

☆.....وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِکُوا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَالْجَارِذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَایُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (نساء :37)

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل وکرم ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے خاکسار کو سرور کائنات سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر کچھ عرض کرنے کی سعادت ملتی آرہی ہے۔ اس بار بھی خاکسار کو پیارے آقا کی سیرت طیبہ پر کچھ کہنے کا ارشاد ہوا ہے۔ آج کے اس مبارک اجلاس کے لئے خاکسار کو جو عنوان دیا گیا ہے وہ ہے:

"سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مُحسنِ انسانیت"

معزز سامعین! یہ ایک حقیقت ہے کہ خدائے علیم وخبیر کے نزدیک ازل سے ہی تخلیق کائنات کا نقطۂ مرکزی انسان کی ذات تھی۔ اور واجب الوجود خدائے عزّ وجلّ ایک ایسے شاہکار کی تخلیق چاہتا تھا جو بالآخر اس کی ہستی میں مکمل طور پر سموئے جانے اور ڈوب جانے کی قابلیت رکھتا ہو۔ چنانچہ بے انتہا مخلوقات کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک ایسی مخلوق کو پیدا کیا جس کا نام اُس نے انسان رکھا۔ اس گہرے راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا، یعنی انسان کامل کو، وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی وسماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید ومولیٰ، سید الانبیاء، سید الاحیاء، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام)

حاضرین کرام! انسان عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ومفہوم میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ بیک وقت دو طرح کی محبت و اُنسیت رکھنے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو۔ یعنی ایک طرف تو اس کے اندر اپنے پیدا کرنے والے کے لئے عشق ومحبت کے جذبات موجزن ہوں تو دوسری طرف اس کی مخلوق کے لئے ہمدردی و اُنس اس کے دل میں جاگزیں ہوں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے اس مضمون کو بہت ہی پیارے انداز میں ایک شعر میں یوں بیان فرمایا ہے:-

خِلقتِ اِنس میں ہے اُنس ومحبت کا خمیر
گر محبت نہیں بے کار ہے انساں ہونا

لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اگرچہ کہ یہ جذبات انسان کے اندر اُس کی پیدائش کے وقت سے ہی بیج کی شکل میں رکھ دیئے گئے تھے مگر اس کی انتہائی ترقی یافتہ شکل سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مذہب اسلام میں ظاہر ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے قبل پہلے مذاہب اور اُن کی اُمتوں میں اگرچہ ہمیں انسان دوستی اور انسان سے محبت کی تعلیم ملتی تو ہے لیکن وہ ایک زمانے تک اور ایک علاقے تک آکر بس ہو جاتی ہے۔ یہودی بھی بنی اسرائیل کو ہی اَبْنَاءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّاءُهٗ سمجھتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بقول انجیل اپنی روحانی روٹی اور عرفان کے موتی کتوں کے آگے پھینکنے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن وہ مذہب جس کی بنیاد آج سے چودہ سو سال قبل سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مکہ کی سرزمین میں رکھی گئی وہاں انسان اور انسان کے مابین طبقاتی، قبائلی، ارضی اور زمانی تفریق کو یکسر نابود کر دیا گیا۔ وہاں نہ تو کوئی براہمن ہے، نہ کوئی شودر، نہ کوئی عربی، نہ عجمی، نہ کوئی مشرقی ہے، نہ مغربی، نہ کوئی اسرائیلی ہے، نہ کوئی اسماعیلی، بلکہ سب اُس خدائے واحد ویگانہ کی اعلیٰ وارفع اور اکمل مخلوق ہیں۔ اور جہاں انسان کی صلاحیتوں، اُس کے جذبات اور احساسات کو ایک ہی زاویے میں رکھ کر اُس کی تخلیق کا مقصد اعظم جہاں ایک طرف عبادت قرار دیا گیا ہے تو دوسری طرف مخلوق الٰہی سے محبت وہمدردی اس کی زندگی کا نصب العین ٹھہرایا گیا ہے۔

محترم سامعین! اسی بناء پر ہم بانگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے جس نے انسان کے شرف کو حقیقی طور پر دنیا میں قائم کیا ہے۔ اور اس اعتبار سے ہم عملی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم محسنِ انسانیت ہیں۔ چنانچہ اس تعلق میں جہاں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے فرمان اور احادیث نبویہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان انسان کی عزت وعظمت کے دعاوی پیش کرتے ہیں وہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اُن دعاوی کو ثابت کرنے کے لئے ایک روشن اور جگمگاتی ہوئی عملی تصویر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی 23 سالہ زندگی اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ آپ نے زمین پر گرے ہوئے، پچھڑے ہوئے، اور ذلت ونکبت کی دھول سے بھرے ہوئے، اور مٹی سے لت پت انسان کو بہت پیار سے زمین سے اٹھایا، اُس کے جسم کی دھول کو صاف کیا اور اُس پر شرف انسانیت کی چادر اوڑھا کر خدا کے دربار میں پیش کئے جانے کے قابل بنا دیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع جو آپ نے سرزمین مکہ سے اپنے آخری حج کے موقع پر جس ایک لاکھ انسانوں کے جم غفیر سے ارشاد فرمایا تھا، اور جس ایک لاکھ انسانوں کو شرف انسانیت کی سفید اور اجلی چادریں اوڑھا کر ایک ہی میدان میں ایک ہی جگہ بلا امتیاز طبقات، رنگ ونسل، بلا امتیاز زمان ومکان آپ نے اپنے اردگرد بٹھا رکھا تھا، اور وہ ایک لاکھ کا جم غفیر جو مساوات انسانی کی تصویر بنے ہوئے خالق کائنات کے حضور اپنے سروں کا جھکائے ہوئے آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہمہ تن گوش تھے اُن عظیم روحوں کے سامنے آپ نے فرمایا:-

"اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سنو! کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد کبھی بھی میں تم لوگوں کے درمیان اس میدان میں کھڑے ہو کر کوئی تقریر کروں گا۔ تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کے حملہ سے قیامت تک کے لئے محفوظ قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے وراثت میں اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ کوئی وصیت ایسی جائز نہیں جو دوسرے وارث کے حق کو نقصان پہنچائے۔ جو بچہ جس گھر میں پیدا ہو وہ اس کا سمجھا جائے گا۔ اور اگر کوئی بدکاری کی بناء پر اس بچہ کا دعویٰ کرے گا تو وہ خود شرعی سزا کا مستحق ہوگا۔ جو شخص کسی کے باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے یا کسی کو جھوٹے طور پر اپنا آقا قرار دیتا ہے خدا اور اس کے فرشتوں اور بنی نوع انسان کی لعنت اُس پر ہے۔

اے لوگو! تمہارے کچھ حق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حق تم پر ہیں۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ عفت کی زندگی بسر کریں اور ایسی کمینگی کا طریق اختیار نہ کریں جس سے خاوندوں کی قوم میں بے عزتی ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم (جیسا کہ قرآن کی ہدایت ہے کہ باقاعدہ تحقیق اور عدالتی فیصلہ کے بعد ایسا کیا جاسکتا ہے) انہیں سزا دے سکتے ہو۔ مگر اس میں بھی سختی نہ کرنا۔ لیکن اگر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتیں جو خاندان اور خاوند کی رسوائی کا باعث ہو تو تمہارا کام ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق ان کی خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام کرو اور یاد رکھو کہ ہمیشہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اِن کی نگہداشت تمہارے سپرد کی ہے۔ عورت کمزور ہوتی ہے اور وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت نہیں کر سکتی ہے۔ تم نے جب اِن کے ساتھ شادی کی تو خدا تعالیٰ کو اِن کے حقوق کا ضامن بنایا تھا اور خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت تم اِن کو اپنے گھروں میں لائے تھے۔ (پس خدا تعالیٰ کی ضمانت کی تحقیر نہ کرنا اور عورتوں کے حقوق کے ادا کرنے کا ہمیشہ خیال رکھنا)

اے لوگو! تمہارے ہاتھوں میں ابھی کچھ جنگی قیدی بھی ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اِن کو وہی کھلانا جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو وہی پہنانا جو تم خود پہنتے ہو اگر ان سے کوئی ایسا قصور ہو جائے جو تم معاف نہیں کر سکتے تو اِن کو کسی اور کے پاس فروخت کر دو کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور اِن کو تکلیف دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔

اے لوگو! جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں سنو اور اچھی طرح ان کو یاد رکھو۔ تم سب ایک ہی درجہ کے ہو۔ تم تمام انسان، خواہ کسی قوم اور حیثیت کے ہو، انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا دیں اور کہا جس طرح دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو۔ پھر فرمایا، کیا تمہیں معلوم ہے آج کون سا مہینہ ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ علاقہ کون سا ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ دن کون سا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، یہ مقدس مہینہ ہے، یہ مقدس علاقہ ہے اور یہ حج کا دن ہے۔ ہر جواب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، جس طرح یہ مہینہ مقدس ہے، جس طرح یہ علاقہ مقدس ہے، جس طرح یہ دن مقدس ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اُس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے۔ اور کسی کی جان اور کسی کے مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس مہینے اس علاقہ اور اس دن کی ہتک کرنا۔ یہ حکم آج کے لئے نہیں، کل کے لئے نہیں، بلکہ اُس دن تک کے لئے ہے کہ تم خدا سے جا ملو۔ پھر فرمایا، یہ باتیں جو میں تم سے کہتا ہوں ان کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سن رہے ہیں ان کی نسبت وہ لوگ ان پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سُن رہے"

(بحوالہ نبیوں کا سردار مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

جیسا کہ خاکسار نے عرض کیا تھا کہ انسان کی عظمت وعزت اور انسانیت کے وقار کے لئے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر دیا اس پر آپ نے عمل بھی کر کے دکھایا اور دنیا کو بتایا کہ دیکھو جو میں تمہیں کہتا ہوں اور جس چیز کی طرف

تمہیں بلاتا ہوں وہ ایسی نہیں کہ جس پر عمل نہ کیا جا سکتا ہو۔ اس ضمن میں تاریخ اسلام میں آپ کی عملی زندگی کے بے شمار حسین پھول بکھرے پڑے ہیں۔ وقت کی رعایت سے صرف چند ایک آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

دشمنوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور اُن سے آپ کا بے نظیر حُسن سلوک

معزز سامعین! سب سے پہلے خاکسار اُن انسانوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسنِ سلوک کا ذکر کرے گا جو نہ صرف آپؐ کے دشمن تھے بلکہ آپ کے اور آپ کے صحابہ کرام کے خون کے پیاسے تھے۔ جنہوں نے خانہ کعبہ میں عبادت کے موقع پر آپ کے جسم مبارک پر اونٹ کی غلاظت بھری اوجھڑی رکھ دی تھی۔ اور جنہوں نے آپ پر خاک اور دھول پھینکی اور آپ کے راستے پر کانٹے بچھائے اور جنہوں نے طائف میں آپ پر غنڈوں اور اَوباشوں کے ذریعہ حملہ کرایا اور جنہوں نے اڑھائی سال تک آپ کو اور آپ کے جاں نثار ساتھیوں کو شعب ابی طالب میں قید کر دیا۔ اِسی غم اور بھوک سے آپ کے چچا اور عزیز بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوگئی۔ اور جنہوں نے ہجرت حبشہ کے موقع پر آپ کے صحابہ کرام کو اَمن کے مقام سے پھر اپنے ظلم کے دائرہ میں کھینچ لانے کی کوشش کی۔ اور جنہوں نے آپ کے قتل کے منصوبے بنائے اور آپ کو اپنے وطن عزیز سے نکالا۔ اور پھر یہیں پر بس نہیں کیا بلکہ وطن سے نکلنے کے بعد بھی آپ پر حملہ آور ہوئے۔ اُحد کے میدان میں آپ کے چہرہ مبارک کو زخمی کیا۔ آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبا لیا۔ مسلمان شہیدوں کے ناک اور کان کاٹ کر اُن کی لاشوں کی بے حرمتی کی اور پھر غزوۂ خندق کے موقع پر تمام عرب کو اُکسا کر آپ کے خلاف جمع کیا۔ اور آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام کو کئی دن تک مدینہ میں محصور کئے رکھا۔ کھانا پانی بند کرنے کی کوشش کی، جینا دوبھر کر دیا اور پھر جب ایک رؤیا کی بناء پر سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کی غرض سے مکہ جانے کا قصد کیا تو آپ کو مکہ کے راستہ میں ہی روک لیا گیا اور آپؐ کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔ حالانکہ آپ اُن سے کچھ لینے نہیں جا رہے تھے، اُن کو کچھ نقصان پہنچانے نہیں جا رہے تھے۔ صرف وصرف خدائے واحد کی عبادت مدّنظر تھی۔ پھر بھی ظالم کفار نے آپ کو روک دیا۔ آپ رُک گئے، لیکن اس واقعہ کے صرف دو سال بعد 8 ہجری میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ آپ مکہ میں فاتحانہ رنگ میں داخل ہو جائیں۔ مکہ میں آپ کا داخلہ آپ کے اپنے مفاد کیلئے نہ تھا اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مفاد کیلئے تھا بلکہ صرف اور صرف اُن مظلوم انسانوں کے مفاد کے لئے تھا جو اگرچہ مسلمان تو نہ تھے مگر انہوں نے مسلمانوں سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر اہل مکہ اُن پر ظلم کریں تو وہ اُن کی مدد کریں گے۔ چنانچہ ان کی مدد کے لئے آپ نکلے۔ دس ہزار قدوسی آپ کے ساتھ تھے۔ اہل مکہ آپ کی یہ شان وشوکت دیکھ کر مرعوب ہوگئے اور قریباً سب نے ہی اپنے اپنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور وہ محسنِ انسانیت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یوں ملتجی ہوئے کہ اے کریم اور اے ابن کریم! ہم تجھ سے حسن سلوک کی امید رکھتے ہیں۔ تو ہمیں معاف کر دے۔ ایک طرف حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا ہوا مسلمانوں کا لشکرِ جرار جو دُشمن کو نیست و نابود کرنے کے لئے صرف وصرف سرورِ کائنات کے ایک حکم کا منتظر تھا جن کی تلواریں کفار مکہ کی گردنوں کو اڑانے کے لئے بے قرار تھیں۔ کیونکہ ان کی آنکھوں کے سامنے مکہ کے تیرہ سالوں کے خوفناک مظالم کی تصویریں گھوم رہی تھیں۔ اور وہ دشمن سے گن گن کر بدلہ لینے کے لئے بے تاب تھے اور دوسری طرف ظالم کفارِ مکہ رحم کے ملتجی، نظریں جھکائے ہوئے اپنے مظالم پر شرمندہ تھے، کبھی آپ کی طرف اور کبھی لشکرِ اسلام کی طرف دیکھ رہے تھے اور موت و حیات کی کشمکش میں مبتلاء تھے۔ اسی خوف وحراس اور تضرع والتجاء کے درمیان سے محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیار بھری اور پُر شوکت آواز گونجی:-

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْم. فَاذْهَبُوا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

یعنی اے مکہ کے ظالمو! آج کے دن تم سے کوئی باز پرس نہیں۔ تمہارے گزشتہ گناہوں کا کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

میں آج کے دن اس مبارک سٹیج سے دنیا کے تمام مؤرخین و مفکرین کو یہ دعوتِ عام دیتا ہوں کہ انسانیت پر اس عظیم حُسن سلوک کی کہیں کوئی مثال ہے تو پیش کریں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ باوجود ڈھونڈنے کے ایسی مثال ہرگز نہیں مل سکے گی۔ لوگ اپنے دوستوں کو تو معاف کر ہی دیا کرتے ہیں لیکن جانی دشمنوں کو اور وہ بھی ایسے دشمنوں کو جن کے مظالم کی ایک مسلسل داستان ہے ان کو معاف کر دینا اور پھر ایسی معافی کہ اس کے ساتھیوں میں سے کسی ایک کا کوئی اعتراض نہ کرنا اور اس حکم کی مخالفت میں ایک آواز تک نہ اٹھانا یہ ایک ایسا معجزہ ہے جو صرف و صرف رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ختم ہے۔

معزز سامعین! اب میں آپ کی توجہ ایک ایسے تاریخی واقعہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جس کے پڑھنے یا سننے سے بدن پر لرزہ طاری ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے اور دشمنوں کی ایذا رسانیوں کی داستانوں میں سے ایسی داستان ہے جسے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تا زیست نہ بھلا سکے۔ بخاری کی روایت ہے:-

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو جنگ اُحد والے دن سے بھی زیادہ تکلیف کبھی پہنچی ہے؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ! تیری قوم کی طرف سے مجھے بڑی بڑی سخت گھڑیاں دیکھنی پڑی ہیں اور پھر آپ نے سفرِ طائف کے حالات سنائے۔'' (بخاری کتاب بدء الخلق)

سفرِ طائف جو صرف وصرف توحید کی اشاعت اور اہل طائف کی ہدایت کے لئے آپ نے اختیار کی تھی جب آپ نے ان کے سامنے توحید کا پیغام رکھا ظالموں نے آوارہ مزاج لوگوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جو طائف سے کئی میل دور تک آپ پر پتھر برساتے رہے حتی کہ آپ لہولہان ہوگئے۔ جسم مبارک سے خون ٹپک ٹپک کر آپ کی جوتیوں میں جم گیا۔ آپ زخم سے نڈھال تھے۔ ایسے میں پہاڑوں کا فرشتہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے خدا کے حبیب! آج اہل طائف کے ان ظالمانہ کاروائیوں سے زمین وآسمان کا ربّ سخت غضبناک ہے۔ مجھے اس نے آپ کے پاس بھیجا ہے تا اگر ارشاد ہو تو میں یہ پہلو کے دونوں پہاڑوں کو ان لوگوں پر پیوست کر کے ان کا خاتمہ کر دوں'' (بخاری)

احباب کرام! پاؤں مبارک لہولہان، جوتیاں خون سے بھری ہوئی ہیں اور سارا جسم درد سے چور چور ہے اور فرشتہ اہل طائف کی ظالمانہ کاروائیوں کی سزا کی خاطر ارشاد کا منتظر ہے۔ ایسے وقت میں اگر آپ اہل طائف کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا ارشاد فرماتے تو سخت سے سخت مخالف بھی اپنی زبان کو جنبش نہیں دے سکتا تھا۔ مگر محسنِ انسانیت سیدنا حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔ آپ فرماتے ہیں:-

''نہیں نہیں (اہل طائف کی تباہی و بربادی میرا مقصود ومطلوب نہیں) مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ہی لوگوں میں سے وہ لوگ پیدا کر دے گا جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے۔'' (بخاری)

پھر اہل طائف کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ سلوک کا دائرہ یہیں پر بس نہیں ہوتا بلکہ ایک دوسرے موقع پر جب طائف سے کچھ لوگ، معمارِ انسانیت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ سے ملنے کی غرض سے مدینہ آئے تو آپ نے ان کے لئے مسجد نبوی میں خیمے نصب کروائے۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر آپ اس بات کو نظر انداز بھی کر دیں کہ ماضی میں ان کا آپ کے ساتھ کیا سلوک رہا تب بھی یہ مشرک تو بہر حال ہیں اور مشرک پلید قوم ہے اور آپ نے ان کے لئے مسجد نبوی میں خیمے نصب کروائے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارشادِ الٰہی اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ کہ مشرک پلید ہوتے ہیں اس میں دل کی طرف اشارہ ہے جہاں خدا کے مقابل پر فرضی بُت راہ پا جاتے ہیں۔ پس یہ دل کی گندگی کی طرف اشارہ ہے ورنہ سب انسان پاک ہیں اور ہر مقدس جگہ میں بلا روک ٹوک آ جا سکتے ہیں۔

عورتوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار احسانات

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عورتوں کی حالت نہایت ابتر اور قابل رحم تھی۔ انہیں سماج میں کسی قسم کے کوئی حقوق حاصل نہ تھے۔ ان سے نہایت بہیمانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ کجا یہ کہ انہیں معاشرے میں کوئی قابل عزت مُقام حاصل ہو خاندان اور سماج کے لئے باعث ننگ و عار سمجھی جاتی تھیں۔ اُس وقت عورت کی یہ حالت تھی کہ:-

☆ وہ اپنی جائیداد کی بھی مالک نہ تھی، اُس کا خاوند ہی اُس کی جائیداد کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ اس کے باپ کے مال میں سے بھی اسے حصہ نہیں دیا جاتا تھا، اور اپنے خاوند کے مال کی بھی وہ وارث نہیں ہوتی تھی۔

☆ جب کسی مرد سے اس کا نکاح ہو جاتا تو اس سے کسی بھی حالت میں وہ علیحدہ نہیں ہو سکتی تھی، البتہ اس کے خاوند کو حق حاصل ہوتا تھا کہ اُسے جب چاہے الگ کر دے۔

☆ خاوند اگر اُسے چھوڑ دے، یا اُس سے بہتر سلوک نہ رکھے، یا کہیں بھاگ جائے، ایسی صورت میں اُس کے حقوق کی حفاظت کے کوئی قوانین نہ تھے۔ اُس کا فرض سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنے بچوں کا اور اپنا بوجھ خود اُٹھائے اور محنت مزدوری کر کے اپنے آپ کو اور بچوں کو بھی پالے۔

☆ خاوند کا اختیار تھا کہ وہ کسی بات پر ناراض ہو کر اسے جس قدر چاہے مار پیٹ لے اور وہ اس کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتی تھی۔

☆ اور اگر خاوند فوت ہو جائے تو اسکے ساتھ ہی اسے بھی جلا دیا جاتا تھا، یا بعض ملکوں میں وہ خاوند کی رشتہ داروں کی ملکیت سمجھی جاتی تھی وہ جس سے چاہیں اس کا رشتہ کر دیں خواہ بطور احسان کے یا قیمت لیکر۔ بعض جگہ وہ خاوند کی جائیداد سمجھی جاتی تھی۔ بعض خاوند بیویوں کو فروخت کر دیتے تھے یا جوئے یا شرطوں میں ہار دیتے تھے۔

☆ ماں باپ جن کا اولاد سے نہایت ہی گہرا اور محبت کا رشتہ ہوتا ہے ان کے مال سے بھی عورت محروم کر دی جاتی تھی۔ جو ماں باپ اس نقص کو دیکھ کر اپنی لڑکیوں کو اپنی زندگی میں ہی کچھ دے دیتے تھے ان کے خاندانوں میں فساد پڑ جاتا تھا۔

☆ بعض دفعہ عورت کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ غرضیکہ اس پر قسما قسم کے مظالم ڈھانا ایک عام سی بات تھی۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک منظوم کلام میں عورتوں کی اُس وقت کی کسمپرسی کا نقشہ یوں کھینچا ہے:-

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی
جب باپ کی جھوٹی غیرت کا خُوں جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی یُوں ماں تیری گھبراتی تھی
یہ خونِ جگر سے پالنے والے تیرا خُون بہاتے تھے
جو نفرت تیری ذات سے تھی فطرت پر غالب آتی تھی
کیا تیری قدر و قیمت تھی کچھ سوچ تیری کیا عزت تھی
تھا مَوت سے بدتر وہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی
عورت ہونا تھی سخت خطا تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جُرم نہ بخشا جاتا تھا تا مرگ سزائیں پاتی تھی
گویا تُو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر! ترکہ میں بانٹی جاتی تھی
وہ رحمت عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تُو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

☆......حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد ان سب ظلموں کو یکسر مٹادیا۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق کی نگہداشت خاص طور پر میرے سپرد فرمائی ہے میں خدا کی طرف سے اعلان کرتا ہوں :-وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کہ جس طرح مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر ہیں ٹھیک اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر ہیں

☆...... آپ نے قرآن مجید کی زبان میں اعلان فرمایا:-لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْباً مَفْرُوْضاً ۔ کہ جس طرح مرد اپنے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کی جائیداد کا وارث ہوتا ہے اسی طرح عورت بھی اپنے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کی جائیداد سے حصہ پائے گی۔

☆...... خاوند کا کوئی حق نہیں کہ وہ عورت کے مال کو استعمال کرے سوائے اس کے کہ عورت خوشی سے بطور ہدیہ دے دے۔ خاوند کے لئے یہ ہدایت دی گئی کہ اگر وہ اپنی بیوی کو بطور ہدیہ کچھ دے تو وہ اسی کا مال سمجھا جائے گا اور خاوند اسے واپس لینے کا حق نہیں رکھے گا۔

☆...... اسی طرح اسلام نے خاوند کے ترکہ سے بھی عورت کا حصہ رکھا ہے خواہ اولاد ہو یا نہ ہو کیونکہ اسے دوسرے کا دست نگر نہیں بنایا جاسکتا۔

☆...... بے شک شادی ایک پاک اور مقدس عہد ہے جس کا توڑنا نہایت معیوب ہے لیکن ناگزیر حالات میں جن میں جدائی کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا ،جس طرح مرد کو طلاق کا حق حاصل ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بھی خلع کا اختیار دیا ہے۔

☆...... اگر خاوند اپنی بیوی کے حقوق ادا نہیں کرے یا اس سے بات کرنا بند کردے، یا اس کو الگ سُلائے تو اس کی مدت چار ماہ اسلام نے مقرر کردی ہے۔ اگر خاوند اس سے زیادہ ایسی حرکت کا مرتکب ہوتا ہے تو اُسے مجبور کیا جائے گا کہ یا تو وہ اپنی اصلاح کرے یا پھر اُسے طلاق دے۔ اسلام نے عورت کو کالمعلقہ چھوڑنے سے منع فرمایا ہے۔

☆...... خاوند کو اپنے بیوی بچوں کے خرچ کا ذمہ قرار دیا گیا ہے۔ بیوی کے مال دار ہونے کی صورت میں بھی مرد پر ہی بیوی بچوں کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اسلام نے ڈالی ہے۔

☆...... عورت کو اس کے خاوند کی وفات کے بعد علاوہ اسکے ذاتی حقوق کے ایک سال تک خاوند کے مکان میں ہی رہنے کا حکم اسلام نے دیا ہے۔ تا وہ اس عرصہ میں اپنی رہائش وغیرہ کا انتظام کرسکے۔

☆...... حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت پر ہونے والے مظالم کا انسداد کرتے ہوئے اس کو اس کے تمام حقوق دلوائے اور اعلان فرمایا کہ وہ اپنے نیک اعمال اور اچھے کردار سے ہر طرح کے دینی و دنیوی انعام پاسکتی ہے۔ اور مرنے کے بعد بھی وہ اعلیٰ درجہ کے انعامات پائے گی۔

اسلامی معاشرہ میں عورت کی جتنی بھی حیثیتیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم اور بلند ترین اخلاق سے ان سب کا احترام قائم فرمایا ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا کے تمام اقوام اور مذاہب قاصر ہیں۔ یہ وہ تعلیم ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت دی جب کہ اس کے بالکل برعکس خیالات دنیا میں رائج تھے۔ مگر دنیا نے عورت کے تئیں حضور صلی اللہ علیہ کی اس بے مثال خدمت کی قدر نہ کی۔ طرح طرح کے اعتراضات اس پر وارد کئے۔ مگر دنیا آج اسی اسلامی تعلیم کی طرف آرہی ہے اور اس کو اپنانے پر مجبور ہورہی ہے۔

تمام عالم کے والدین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات

قرآن مجید کے احکامات اور ارشادات کی روشنی میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

☆...... غبار آلود ہو ناک اس شخص کی ، پھر خاک آلود ہو ناک اس کی ، پھر مٹی میں ملے ناک اس کی (تین مرتبہ فرمایا) یعنی سخت ذلیل و رسوا ہو کہ جس نے اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔

نیز فرمایا:- ☆...... کوئی بیٹا اپنے باپ کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتا سوائے اس کے کہ وہ اپنے باپ کو غلام پائے پھر اس کو خریدے اور پھر اسے آزاد کردے۔

☆...... ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ میرے حسنِ سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے۔ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ پھر اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا پھر کون آپ نے فرمایا تیرا باپ۔ پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔

قریبی رشتہ داروں کی خدمت اور صلہ رحمی کی اہمیت پر جس قدر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی وہ بے مثال اور لاثانی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

☆...... رشتوں کا قطع کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

☆...... حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص رزق کی فراخی چاہتا ہے اسے صلہ رحمی کا خُلق اختیار کرنا چاہئے یعنی اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق نہیں کرنا چاہئے۔

☆...... اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میرے ایسے رشتہ دار ہیں کہ اگر میں ان سے صلہ رحمی کروں اور بنا کر رکھوں تو وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں اگر حسنِ سلوک کروں تو بد سلوکی سے پیش آتے ہیں اور اگر میں ان کے حق میں بُرْدْبارِیْ سے کام لوں تو وہ میرے خلاف جہالت یعنی اشتعال انگیزی کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا جیسا تو نے کہا ہے اگر تو ایسا ہی ہے تو تُو ان کے منہ میں خاک ڈالتا ہے یعنی تیرا ہاتھ اوپر ہے۔ تیرا احسان ان پر ہے۔ اور جب تک تُو اس حالت میں ہے ان کے خلاف اللہ تیری مدد کرتا رہے گا۔

پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو آپ کو والدین اور قریبی رشتہ داروں کی خدمت کے بلند ترین مقام پر پاتے ہیں۔ پیدائش کے بعد شروع شروع میں ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثُعیبہ نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ پھر عرب کے دستور کے مطابق آپ کی رضاعت مستقل طور پر حلیمہ کے سپرد ہوگئی جو قوم ہوازن کے قبیلہ بنی سعد کی ایک خاتون تھیں۔ پانچ سال کی عمر تک آپ حلیمہ کے پاس ہی رہے۔ حلیمہ آپ کو بہت عزیز رکھتی تھیں۔

☆...... ثعیبہ جسے صرف چند روز آپ کو دودھ پلانے کا شرف حاصل تھا اسے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں بھولا۔ جب تک وہ زندہ رہیں آپ ہمیشہ ان کی مدد فرماتے رہے۔ اس کے مرنے کے بعد بھی آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس کا کوئی رشتہ دار باقی ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی نہیں ہے۔

☆...... پھر ثعیبہ کے بعد حلیمہ کی پانچ سالہ خدمت کوئی معمولی خدمت نہیں تھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو چھوٹی سے چھوٹی خدمت کو بھی فراموش نہیں کرتے تھے۔ آپ نے عمر بھر حلیمہ کی خدمت جاری رکھی اور ہمیشہ ہی اس کے ساتھ اعلیٰ سلوک فرمایا۔ چنانچہ ملک میں جب ایک دفعہ قحط پڑا اور حلیمہ مکہ میں آئیں تو آپ نے انہیں چالیس بکریاں اور ایک اونٹ عطا فرمایا۔ زمانہ نبوت میں وہ ایک دفعہ مکہ میں آئیں تو آپ نے انہیں دیکھتے ہی میری ماں، میری ماں کہتے ہوئے تعظیما اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے اُوپر کی چادر اتار کر ان کے لئے بچھا دی۔ پھر جنگ حنین میں ہوازن قبیلہ کے چھ ہزار قیدی پکڑے ہوئے آئے تو آپ نے اسی رشتہ کی خاطر ان سب کو آزاد کردیا اور کوئی فدیہ نہیں لیا۔

بیویوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اوران کے حقوق کی ادائیگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل بیویوں کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ صحراء کے جاہل فرزند عورتوں کو انسانیت کی توہین سمجھتے تھے۔ ایسے وقت میں اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ نے اللہ جل شانہ کے حکم سے اعلان فرمایا:: عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کہ تم اپنی بیویوں کے ساتھ حُسن سلوک سے پیش آؤ۔ اور خود اپنا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: خَيْرُكُم خَيْرُكُم لِاَهْلِهِ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِى کہ دیکھو تم میں سے بہتر انسان وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے اور میں اپنے اہل کے ساتھ برتاؤ کرنے کے اعتبار سے تم سب سے بہتر ہوں۔

بیویوں سے حُسن سلوک کی تعلیم دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ایک دینار وہ ہے جس کو تم نے راہِ خدا میں صرف کیا اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم نے کسی کو آزاد کرنے میں صرف کیا اور ایک دینار وہ ہے جو کہ مسکین پر خیرات کردیا اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا ان سب سے افضل وہ دینار ہے جو تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:-

کہ مسلمانوں میں کامل مومن وہ ہے جس کا خلق اچھا ہو اور تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے اچھی طرح پیش آئے۔

نیز ایک موقع پر فرمایا۔ حدیث کا ترجمہ اس طرح سے ہے۔

☆...... حضرت معاویہ بن مہدہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا جب تو کھائے تو اس کو بھی کھلائے، اور جب تو پہنے تو اس کو بھی پہنائے، اور اس کے منہ پر نہ مار، اور اس کو بُرا نہ کہہ، اور اس سے علیحدگی اختیار نہ کر، مگر گھر کے اندر۔

☆...... ایک دفعہ کسی نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ جب آپ گھر میں ہوتے ہیں تو کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے ہیں اور جب نماز کا وقت ہوجاتا ہے تو پھر نماز کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ لاریب ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں سے حسن سلوک کے معاملہ میں تمام نوع انسان میں سب سے بلند مقام پر فائز تھے۔

بیواؤں اور یتیموں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اوران کی بے مثال خدمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا یہ نہایت کھلا ورق ہے کہ آپ نے اپنی عائلی زندگی ایک بیوہ یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر کے شروع فرمائی اور جوانی کا بہترین حصہ اس بیوہ کے ساتھ بسر فرمایا۔ یوں تو آپ نے کئی شادیاں کیں جن میں کنواری صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں لیکن بیواؤں کو ہی زیادہ تر آپ کی رفاقت حاصل رہی ہے۔ جب ہم بیواؤں سے آپ کے بے مثال حسن سلوک کا جائزہ لیتے ہیں تو حضرت ابو طالب کے وہ الفاظ یاد آجاتے ہیں جو آپ کی زندگی کے جلی عنوان تھے۔ حضرت ابوطالب آپ کو اپنے ایک شعر میں یتیموں کا فریادرس اور بیواؤں کی عصمت کا محافظ قرار دیتے ہیں۔ آج کثرت سے ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ بیوہ عورت سے کوئی شادی نہیں کرتا یا خود بیوگان کی طرف سے شادیوں کی کوشش کو خاندان کی ناک کٹوانا قرار دیا جاتا ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیا ہوا تھا؟ ادھر بیوہ کی عدت گزری اور اُدھر اُس کے اور اُس کے بچوں کی پرورش کے خیال سے لوگوں نے اُن سے شادی کی درخواست پیش کردی۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

شخص سے دریافت کیا کہ تُو نے جوان کنواری سے شادی کیوں نہیں کی اس پر اس نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ میرے بھائی کے یتیم بچے تھے ان کی پرورش کیلئے ایک تجربہ کار خاتون کی ضرورت تھی اس لئے میں نے بیوہ سے شادی کرلی۔

سامعین! غور کا مقام ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا ہی نتیجہ تھا کہ صحابہ بیواؤں سے شادی میں کوئی حجاب محسوس نہیں کرتے تھے۔ جب کوئی صحابی شہید ہوجاتے یا فوت ہوجاتے تو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور عرض کرتے یارسول اللہ میری فلاں بیوہ عورت سے شادی کردی جائے تا میں ان یتیم بچوں کی پرورش کر کے ثواب حاصل کرسکوں۔

جو نمونہ ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیواؤں کے تعلق سے دنیا کے سامنے پیش فرمایا ایسا ہی یتیموں کی پرورش کے بارہ میں بھی آپ کا نمونہ بے نظیر ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی کے مطابق آپ نے اعلان فرمایا:

☆......فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ (کھف)

کہ یتیموں پر سختی نہ کی جائے

اور فرمایا:-

کہ میں اور یتیم کا دیکھ بھال کرنے والا جنت میں اس طریقہ سے ہوں گے اور آپ نے شہادت کی اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان کشادگی ظاہر فرمائی۔ (بخاری)

سامعین! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یتیموں کی خبرگیری کی طرف خاص توجہ دی جاتی تھی۔ مشرکین مکہ مارے جاتے تو ان کے یتیم بچوں کی کوئی دیکھ بھال نہیں کرتا تھا مگر مدینہ کے لوگ یتیموں کو اپنے گلے سے لگا لیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مدینہ کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ تربیت کی وجہ سے ایثار و قربانی سے ڈرتے نہیں تھے بلکہ آگے بڑھ بڑھ کر اپنی جانیں فدا کرنے کے لئے تیار رہتے تھے کیونکہ انہیں یہ فکر نہیں تھی کہ اگر ہم مارے گئے تو ہمارے بچوں کی نگہداشت کون کرے گا؟

پڑوسیوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور ان کے حقوق کی نگہداشت

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تاکید کے ساتھ ہمسایوں کی خبرگیری اور ان کی خدمات بجالانے کا ارشاد فرمایا ہے اسکی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

کہ جبریل علیہ السلام پڑوسیوں سے حُسن سلوک اور ان کی خبرگیری کے بارہ میں بار بار نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ شاید ہمسایہ کو وراثت میں شریک نہ قرار دے دیا جائے۔ (بخاری ومسلم)

پھر آپ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

اے ابوذر جب تو شوربا پکایا کر تو اس میں پانی زیادہ کردیا کرو اور اپنے پڑوسی کی خبرگیری رکھا کرو۔

پھر ایک مرتبہ فرمایا:-

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کی قسم وہ شخص مومن نہیں۔ خدا تعالیٰ کی قسم وہ شخص مومن نہیں۔ خدا تعالیٰ کی قسم وہ شخص مومن نہیں تین دفعہ آپ نے یہ کلمات دہرائے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! کون مومن نہیں؟ آپ نے فرمایا وہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں اور اس کی اچانک وار سے محفوظ نہ ہو۔

☆ پھر عورتوں کی مجلس سے مخاطب ہوکر فرمایا:-

کہ اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی اپنے پڑوسن سے حقارت آمیز سلوک نہ کرے اگر ایک بکری کا پایہ بھی بھیج سکتی ہو تو اسے بھیجنا چاہئے اس میں شرم کی کوئی بات نہیں۔ (بخاری)

☆ نیز ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

خدا کے نزدیک دوستوں میں سے بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوست کا خیر خواہ ہو اور پڑوسیوں سے بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کا خیر خواہ ہو۔

☆......خود ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ یہ تھا کہ جب کبھی آپ کے گھر کچھ پکتا تو آپ اپنے پڑوسیوں کو بھجواتے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ میرے دو ہمسائے ہیں ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں آپ نے جواباً فرمایا دونوں میں سے جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو۔

غلاموں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور ان کی بے مثال خدمات

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام پر ہونے والے مظالم کا انسداد فرماتے ہوئے یہ حکم صادر فرمایا کہ مالک جو خود کھائے وہ غلام کو کھلائے اور جو خود پہنے وہ غلام کو پہنائے اور اس سے وہ کام نہ لے جو اسکی طاقت سے بڑھ کر ہو۔ اور وہ کام نہ لے جو کام کہ آقا خود اس کے ساتھ مل کر کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اور اسے مارے نہیں۔ اگر وہ اس کو مارے تو وہ خود بخود آزاد ہو جائے گا۔ اس طرح غلام کی پوزیشن ایک چھوٹے بھائی کی سی ہو جاتی ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ میں جبکہ غلامی کا کثرت سے رواج تھا غلامی کی زنجیر کو توڑنے کے لئے یہ اعلان فرمایا کہ غلام اس بات کا حق رکھتا ہے کہ وہ اپنا فدیہ دیکر آزاد ہو جائے۔ اور اگر وہ اپنا فدیہ یکدم ادا نہیں کرسکتا تو مالک سے قسطیں مقرر کرلے اور جس وقت وہ قسطیں مقرر ہو جائیں اسی وقت سے وہ آزاد ہو جائے گا۔

اسلام نے غلام کے لئے دو ہی صورتیں بیان کی ہیں۔ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً یعنی مذہبی جنگ میں جب کوئی شخص قید ہو تو یا اس کو بطور احسان چھوڑ دیا جائے یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے۔ پس یہ جائز نہیں کہ باوجود اس کے کہ کوئی شخص اپنا فدیہ پیش کرتا ہو پھر بھی اس کو غلام رکھا جائے۔ بلکہ قرآن مجید نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ:-

نہ صرف یہ کہ مکاتبت کے ذریعہ تم ان کو آزاد کردو بلکہ اللہ نے جو تمہیں مال عطا کیا ہے اس میں سے بھی ان کی مدد کرو۔ پس ہزاروں سلام اور درود ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ نے غلامی کی رسم کو جو انسانیت کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا تھا ہمیشہ کیلئے مٹا دیا اور دنیا کو حقیقی آزادی عطا کی۔

غیر مسلم اقوام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جب تک غیر مذاہب والوں کو کلی طور پر حیوان نہ ثابت کردیا جائے تب تک اپنی سچائی نہیں ثابت کی جاسکتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پُرزور تردید فرمائی اور بآواز بلند یہ اعلان فرمایا:-

ان من امة الا خلا فیها نذیر (فاطر)

کہ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور رہبر نہ بھیجے ہوں۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا کہ ہر قوم میں کوئی نہ کوئی خوبی موجود ہے۔ اور ہر قوم کا کوئی نہ کوئی طبقہ اپنی امانت ودیانت نیز خشیت اللہ کے سبب قابل احترام اور قابل عزت ہے۔

جب مسلمانوں کی طے قبیلہ سے جنگ ہوئی تو کچھ مشرک بطور قیدی پکڑے گئے ان میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ جانتے ہیں میں کس کی بیٹی ہوں؟ آپ نے فرمایا کس کی بیٹی ہو؟ اس نے کہا میں اس شخص کی بیٹی ہوں جو مصیبتوں میں لوگوں کے کام آیا کرتا تھا۔ یعنی حاتم کی۔ وہ مسلمان نہ تھا لیکن چونکہ لوگوں سے اچھا سلوک کرتا تھا اس لئے اس کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیٹی کو آزاد کردیا۔ اس کا بھائی گرفتاری کی وجہ سے بھاگا پھرتا تھا آپ نے اُسی وقت اسے روپیہ اور سواری دی اور فرمایا: جاکر اپنے بھائی کو بھی لاؤ۔ چنانچہ وہ گئی اور اسے لے آئی۔ اس پر اس سلوک کا ایسا اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہوگیا۔ اس طرح آپ نے اس کی سفارش پر اس کی ساری قوم کی سزا کو معاف کردیا۔ (السیرة الحلبیه جلد سوم

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر نہ صرف غیر مسلم اقوام کے لوگوں کی خوبیوں کا اعتراف کیا بلکہ ان سے تعلق رکھنے والوں سے بھی حُسنِ سلوک کیا اور انہیں اپنے احسانات سے نوازا۔

☆......مدینہ میں ایک دفعہ ایک یہودی نوجوان بیمار ہوگیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور اس کی حالت کو نازک پر کر آپ نے اسے اسلام کی تبلیغ کی وہ آپ کی تبلیغ سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک روح آگ کے عذاب سے نجات پاگئی۔ (بخاری)

☆......ایک دفعہ کہیں سے کسی یہودی کے جنازہ کا گزر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے جنازہ کو آتا دیکھ کر احترام کے جذبہ سے آپ کھڑے ہوگئے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہودی انسان نہیں ہوتا ہے۔

☆......جب شام کا ملک فتح ہوا اور وہاں کی عیسائی آبادی اسلامی حکومت کے تحت آگئی تو ایک دن جبکہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ کے شہر میں کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس سے ایک عیسائی کا جنازہ گزرا۔ یہ دونوں اصحاب جنازہ آتا دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہوگئے۔ ایک مسلمان نے یہ دیکھ کر تعجب کیا اور حیران ہوکر کہا یہ تو ایک ذمی کا جنازہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ہم جانتے ہیں۔ اور جواباً کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ آپ ذمیوں کے جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کیا ان میں خدا کی پیدا کی ہوئی جان نہیں ہے۔ (بخاری)

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی تعلیم پر چلتے ہوئے خلفاء راشدین نے مذہبی رواداری کا کامل نمونہ قائم کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت آتی ہے کہ جب آپ اسلامی لشکر روانہ فرماتے تو اس کے امیر کو خاص طور پر ہدایت فرماتے کہ غیر اقوام کی عبادت گاہوں کو نقصان نہیں پہنچانا، اور ان عبادت گاہوں میں بیٹھے مذہبی پیشواؤں سے گریز کیا جائے انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دی جائے۔ (مؤطا امام مالک)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

۞......وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل، اور انسان کامل تھا، اور کامل نبی تھا، اور کامل برکتوں سے ساتھ آیا، جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی۔ اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے ہیں...... ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ (اتمام الحجہ صفحہ 28)

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر کما حقہ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن . ☆☆

> بھیج درود اُس محسن پر تو دن میں سو سو بار
> پاک محمد مصطفیٰ ؐ نبیوں کا سردار

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں

فتح مکہ کا عظیم الشان اور ایمان افروز واقعہ

(میر محمود احمد پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

۶ ھجری میں صلح حدیبیہ ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر قریش مکہ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس میں ایک دفعہ یہ تھی کہ آئندہ دس برس تک دونوں فریق جنگ نہیں کرینگے اور قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ چاہیں تو مکہ والوں سے تعلق قائم کر کے ان کے حلیف بن جائیں اور چاہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر کے آپ ﷺ کے حلیف بن جائیں۔ مکہ کے قریب اندازاً کوئی ۳۰-۴۰ میل کے فاصلہ پر دو قبیلے رہتے تھے جن میں ایک کا نام خزاعہ اور دوسرے کا نام بنوبکر تھا۔ یہ دونوں پرانے حریف قبیلے تھے اور دونو کی لڑائی رہتی تھی۔ ظہور اسلام کی وجہ سے جو صورتحال پیدا ہوئی اس کی وجہ سے ان دونوں قبائل کی رقابت اور لڑائی کچھ مدھم پڑی ہوئی تھی۔ بہرحال خزاعہ قبیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ والوں کا حلیف بن گیا اور بنوبکر نے قریش کا حلیف بننے کا فیصلہ کیا اس پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ فتح مکہ کی صورت کس طرح پیدا ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم ام المومنین حضرت میمونہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور ﷺ نماز تہجد کے لئے بیدار ہوئے اور حضور ﷺ نماز کیلئے وضوء فرما رہے تھے تو میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا لبیک لبیک میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا بات تھی کہ جب آپؐ وضوء فرما رہے تھے تو آپ ﷺ نے لبیک لبیک کے الفاظ کہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا خزاعہ قبیلہ مجھ سے فریاد کر رہا تھا کہ اُن پر حملہ ہوا ہے اور میں ان کو لبیک کہہ رہا تھا۔ اغلباً اسی دن حضرت عائشہؓ سے بات کرتے ہوئے حضور ﷺ نے بتایا کہ خزاعہ پر بنوبکر نے حملہ کر دیا ہے اور قریش نے بنوبکر کی مدد کی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا یہ کس طرح ممکن ہے حدیبیہ کے معاہدہ کے ذریعہ آپ ﷺ کی اور قریش کی صلح ہوئی ہے اور معاہدہ ہوا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے خلاف لڑائی نہیں کرینگے۔ ایک دوسرے کے خلاف مدد نہیں کرینگے۔ یہ کس طرح ممکن ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قضاء و قدر میں تھا وہ تو ہوگیا ہے۔ تفصیل حضور ﷺ نے نہیں بتائی۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا جو ہوا ہے اس کے نتیجہ میں خیر آنے والی ہے یا شر آنے والی ہے فرمایا خیر آنے والی ہے ہوا یوں کہ اسلام کے ظہور کی وجہ سے بنوبکر اور خزاعہ کی رقابت ٹھنڈی پڑی ہوئی تھی اب قریش کی اور مسلمانوں کی صلح کی وجہ سے عرب میں ایک امن کی کیفیت پیدا ہوگئی اور مکہ اور مدینہ کی لڑائی کا سلسلہ رک گیا تو اِن دونو قبیلوں کی رقابت پھر تازہ ہوگئی۔ اور بنوبکر نے خزاعہ پر حملہ کیا یہاں تک تو شاید بات برداشت ہو جاتی لیکن اس حملہ کے پیچھے قریش کا ہاتھ کام کر رہا تھا اور قریش کے سرداروں نے پورے زور کے ساتھ خزاعہ کے خلاف بنوبکر کی مدد کی چنانچہ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ۔ امیہ کا بیٹا صفوان اور سہیل بن عمرو جیسے سرداران قریش اِس جنگ میں بنوبکر کی طرف سے شامل ہوئے پھر یہاں بات نہیں ٹھہری خزاعہ قبیلہ بنوبکر کا مقابلہ کر لیتے لیکن قریش کا مقابلہ ان کے بس کی بات نہیں تھی اور وہ چونکہ حرم کے قریب تھے وہ حملہ سے بچنے کیلئے حرم کی حدود میں داخل ہوگئے کہ اب لڑائی نہیں ہوگی ہم محفوظ ہوگئے ہیں کیونکہ عرب کا قدیم روایتی دستور یہی تھا اور جب انسان اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے تو پھر جو ظاہری احتیاطیں ہیں ان سے بھی لاپروائی برتتا ہے جب یہ لوگ حرم کی حدود میں داخل ہوگئے تو بنوبکر نے ان پر دوبارہ حملہ کیا اور بنوبکر کے سردار نوفل نے خود آکر قتل وغارت کا سلسلہ جاری کیا۔

اس پر خزاعہ کا وفد فریاد لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور روایات میں آتا ہے کہ مسجد کے باہر سے انہوں نے اللہ کا نام لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں فریاد کی اور دردناک اشعار پڑھے حضور ﷺ معاہدہ کی رو سے ان کی مدد کے پابند تھے اور پھر اللہ کے نام پر فریاد کی گئی تھی جس نام پر حضور ﷺ پیچھے نہیں رہ سکتے تھے چنانچہ فوراً حضور ﷺ نے ان کی دلجوئی فرمائی اور ان کی مدد کا اعلان فرمایا لیکن جیسا کہ ہم جانتے ہیں حضور ﷺ کی طبیعت حضور ﷺ کا مزاج خونریزی کو قطعاً ناپسند کرتا تھا حضور ﷺ نے پہلے مکہ والوں کے پاس سفارت بھیجی اور اُن سے تین مطالبات کئے آپ ﷺ نے فرمایا:

۱-بنوبکر اور قریش کے حملے کے نتیجہ میں خزاعہ کے جو آدمی مارے گئے ہیں اُن کا خون بہا ادا کیا جائے۔ خون بہا عرب کا پرانا دستور تھا اور اسلام نے بھی اس کو ایک حد تک قائم رکھا۔

۲-اگر یہ نہیں تو کم از کم قریش یہ اعلان کر دیں کہ بنوبکر کی حمائت سے دستبردار ہیں پھر خزاعہ والے ان سے سمجھ لینگے یا انتقام لینگے یا جو بھی صورت ہوگی بہرحال قریش کی حمائت بنوبکر کے لئے ختم ہونا چاہئے۔

۳-تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ اگر یہ دونو باتیں جو بڑی معقولیت پر مبنی ہیں نہیں مانتے تو پھر ٹھیک ہے یہ اعلان کر دو کہ صلح حدیبیہ کا جو معاہدہ تھا وہ ٹوٹ گیا کیونکہ مسلمان پابند ہیں خزاعہ کی مدد کے تم لوگ حلیف ہو بنوبکر کے، تم ان کی مدد کرو گے تو اگر دو حلیفوں کے دو متحارب فریق کی آپس میں لڑائی ہوتی ہے تو لازماً دو مخالف حلیف بھی حصہ لینگے۔

جب حضور ﷺ کی سفارش وہاں گئی تو مکہ والوں نے وہی اپنی پرانی جاہلیت کے جوش میں اعلان کیا کہ نہ ہم خون بہا دینگے نہ بنوبکر سے علیحدگی کا اظہار کرتے ہیں معاہدہ ٹوٹ گیا تو ٹوٹ گیا۔ قریش نے جواب تو دے دیا لیکن پھر ندامت پیدا ہوئی کہ ہم یہ کیا کر بیٹھے ہیں۔ اب مدینہ والوں کو پورا جواز ہے کہ وہ مکہ پر حملہ کریں اور لازماً اس حملہ کی توقع رکھنا چاہئے۔ مکہ والوں نے ابوسفیان سے کہا کہ تم مدینہ جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ معاملہ دبا رہے اور صلح قائم رہے۔ ابوسفیان آپ جانتے ہیں بعد میں مسلمان ہوگئے تھے اس لئے ہم ان کی عزت کرتے ہیں لیکن یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور ان کا دماغ سیاست کھیلنے والا تھا۔ مکہ والوں کو توقع تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح یہ معاملہ سلجھا دینگے۔ ابوسفیان مدینہ آئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری دی۔ اور کہا (میں وہ مفہوم بیان کر رہا ہوں جو کتابوں میں ملتا ہے ضروری نہیں الفاظ بھی یہی ہوں) کہ معاہدہ تو قائم ہے اس معاہدہ کو توڑا نہیں گیا۔ کوئی عہد شکنی نہیں ہوئی حضور ﷺ کا ردعمل یہی تھا کہ اگر معاہدہ قائم ہے تو قائم ہے۔ ٹھیک ہے۔ پھر حضرت عمرؓ، ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہی بات دہرائی ان کا جواب بھی وہی تھا کہ اگر عہد شکنی نہیں ہوئی تو معاہدہ قائم ہے پھر حضرت عمرؓ کے پاس گئے کہ صلح حدیبیہ کا معاہدہ قائم ہے بلکہ اس میں تو اور توسیع ہونا چاہئے ان کا جواب بھی یہی تھا کہ اگر معاہدہ قائم ہے تو قائم ہے اگر کوئی عہد شکنی نہیں ہوئی تو کس نے کہا کہ ٹوٹا ہے لیکن بیچ میں وہ سمجھتے تھے کہ بات کیا ہے پھر وہ حضرت فاطمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے جواب دیا کہ نبی ﷺ ہی خدا کے نبی ہیں مردوں کا معاہدہ ہے میرا اس میں دخل دینا مناسب نہیں۔ وہاں حضرت حسنؓ پانچ سال کے بچے تھے ان کے متعلق ابوسفیان نے کہا کہ اگر یہ بچہ ہماری آپس میں صلح کروا دے تو میں سارے عرب میں اس کو سردارِ عرب کے نام سے مشہور کر دونگا۔ ابوسفیان نے مسجد میں کھڑے ہوکر اعلان کر دیا کہ معاہدہ قائم ہے اس کی کوئی عہد شکنی نہیں ہوئی معاہدہ چل رہا ہے۔ لوگ ہنس پڑے کہ اگر معاہدہ قائم ہے تو پھر قائم ہے۔ بڑی حکمت کے ساتھ مسلمانوں نے اپنے ردّعمل کا اظہار کیا۔ اس کے بعد ابوسفیان واپس جانے کو تیار ہوئے لیکن اس سے پہلے ایک اور واقعہ ہوا جو حساس دل میں ایک عجیب قسم کی کیفیت پیدا کرتا ہے۔

حضرت ام حبیبہؓ ازواج مطہرات میں شامل تھیں ابوسفیان کی بیٹی تھیں انہوں نے مکہ کی ابتدائی زندگی میں بیعت کی تھی اور اپنے مسلمان خاوند کے ساتھ حبشہ ہجرت کر کے تشریف لے گئیں تھیں۔ ہجرت حبشہ ۵ نبوی میں ہوئی تھی۔ حبشہ میں ان کے خاوند کی وفات ہوئی اور پھر حضور ﷺ سے ان کی شادی کی تجویز ہوئی۔ حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشی نے ان کے ولی کے فرائض سرانجام دیئے اور آپؓ مدینہ حضور ﷺ کی خدمت میں آگئیں اور اب ابوسفیان کی مدینہ آمد کا ذکر ہو رہا ہے یہ ۸ ہجری کا واقعہ ہے گویا حضرت ام حبیبہؓ کو اپنے باپ سے ملے ۱۶ سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ ابوسفیان نے مکہ واپس جانے سے پہلے اپنی بیٹی سے ملنے کا ارادہ کیا اور حضرت ام حبیبہؓ کے گھر گئے ان کے کمرے میں پہنچے اور وہاں ایک بستر بچھا ہوا تھا اس پر بیٹھنے لگے تو حضرت ام حبیبہؓ نے بے ساختہ وہ بستر زور سے کھینچ لیا۔ انہوں نے کہا کیا ہوگیا مجھے بیٹھنا ہے۔ حضرت ام حبیبہؓ نے جواب دیا ٹھیک ہے تم میرے باپ ہو لیکن یہ بستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور تم مشرک ہو اور مجھے یہ برداشت نہیں کہ حضور ﷺ کے بستر پر کوئی مشرک بیٹھے۔ باپ اور بیٹی ۱۵-۱۶ سال کے بعد ملتے ہیں اور عربوں میں خاندانی رشتہ قبائلی رشتہ اس سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا تھا جو دوسری اقوام میں ہے حضرت ام حبیبہؓ کی یہ غیرت کا ایک غیر معمولی اظہار تھا۔ اب مدینہ میں لشکر کی تیاری شروع ہوئی۔ لشکر کا سب سے بڑا حصہ تو خود مدینہ شہر کا تھا مدینہ کے اردگرد جو قبائل تھے جن سے مسلمانوں کا معاہدہ تھا ان کے لشکر بھی تیار ہوئے اُن میں ایک مزینہ قبیلہ تھا جہینہ قبیلہ تھا غفار کا قبیلہ تھا کوئی ہزار ہزار مجاہد اُن کی طرف سے آئے۔ مدینہ سے دو لشکر تیار ہوئے۔ ایک انصار کا جس کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی جس میں پانچ سو گھوڑ سوار تھے ایک لشکر تیار ہوا۔ دوسرا مہاجرین کا جس کی سات سو تعداد تھی ان میں تین سو گھوڑ سوار تھے۔

ابھی یہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ حضور ﷺ نے

حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور ایک تیسرے صحابی جن کا نام ابومرشد الضوی آتا ہے اور دوسری جگہ مقدادؓ کا نام آتا ہے بہرحال اندازہ میرا یہ ہے کہ مقدادؓ والی روایت زیادہ بہتر ہے واللہ اعلم یہ بڑے اچھے شاہ سوار تھے بڑے اچھے گھوڑ سوار تھے اِن کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مکّہ کی طرف روانہ ہو جاؤ راستہ میں ایک جگہ ہے روضۂ خاخ وہاں پہنچو وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم گھوڑے دوڑاتے ہوئے وہاں پہنچے تو باغ میں ایک عورت اونٹ کے اوپر سوار روانہ ہونے کو تیار تھی ہم نے اس سے کہا وہ خط کہاں ہے اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا خط تو تمہارے پاس ہے ہمیں تو حضور ﷺ نے بتایا ہے خط تو تمہیں نکالنا پڑے گا ورنہ ہم مجبور ہیں۔ Security کا مسئلہ ہے قوم و ملک کی حفاظت کا مسئلہ ہے۔ پھر تمہارے کپڑے اُتارنے پڑینگے۔ اس پر اب یہاں تھوڑا سا اختلاف بھی ہے روایات کے مطابق اپنی کمر کے ٹیکے سے یا اپنے جُوڑے سے خط نکال کر دیا۔ ہم نے لا کر خط حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ خط ایک صحابیؓ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکّہ والوں کے نام تھا۔ خط کے الفاظ بھی روایات میں ملتے ہیں کہ رسول اللہ ایک ایسا لشکر لے کر آرہے ہیں جو رات کی طرح چھا جائیگا۔ جو ایک سیلاب کی طرح بہہ رہا ہے کَجَیْشٍ یسیل اس لئے تم لوگ اپنی فکر کرو اور مان جاؤ اور یہ بھی لکھا کہ اب تو حال یہ ہے کہ اگر رسول اللہؐ اکیلے بھی تمہارے پاس مکہ پہنچ گئے تب بھی آپ ﷺ فتح پائینگے لشکر کی تو بعد کی بات ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا حاطبؓ یہ کیا بات ہے۔ حاطبؓ نے کہا حضور ﷺ جلدی نہ کریں قصور کا میں اقرار کرتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ میں قریش میں سے نہیں ہوں۔ انی امراءٌ ملصق بالقریش میں قریش کے ساتھ ملا ہوا ان کا حلیف ہوں کسی وقت میں غلام تھا بکتا بکاتا وہاں پہنچا آزاد ہوا کسی خاندان کا حصہ بنا اس طرح قریش میں شامل ہوگیا (یہ عرب کا ایک پرانا طریق تھا) آپ ﷺ کے جو باقی صحابہؓ ہیں جو واپس جا رہے ہیں اِن کے وہاں رشتہ دار بھی ہیں اِن کی وہاں جائیدادیں بھی ہیں ان کے وہاں ایسے تعلقات موجود ہیں جن کے ذریعہ اِن کے مفادات کی اموال کی حفاظت ہوسکتی ہے میرے رشتہ داروں کی میرے قرابات کی حفاظت نہیں ہوگی میں نے سوچا کہ کوئی احسان قریش پر کروں تاکہ میری ان چیزوں کی حفاظت ہو سکے میں نے غداری نہیں کی میں منافق نہیں ہوں۔ حضرت عمرؓ کی تلوار میان سے نکل رہی تھی انہوں نے عرض کیا مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کی گردن کاٹ دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بدر میں شامل ہوا تھا اور تمہیں کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کو اوپر سے جھانک کر کہا کہ اے اہل بدر اب تم جو مرضی کرو تم بخشے گئے ہو اسپر حضرت عمرؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور حاطبؓ کی معافی ہوگئی۔ حاطبؓ ویسے معروف صحابیؓ ہیں حضور ﷺ نے ان کو ایک دفعہ ۶ ھ میں مقوقس شاہ مصر کے پاس بھیجا تھا اور جو خط حضورؐ نے مقوقس کے نام لکھا تھا وہ اب تک ترکی میں سلطانوں کے محلات کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ حاطب جب واپس آئے تو ان کے ساتھ حضرت ماریہؓ تشریف لائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں ان کی بہن شیریں کی شادی حضرت حسانؓ سے ہوئی۔ حضور ﷺ کا مشہور خچر دُلدُل بھی وہیں سے آیا اور تحائف بھی حاطبؓ ساتھ لائے۔ ایک دفعہ پھر حضرت ابوبکرؓ نے حاطبؓ کو مصر بھیجا تھا جب وہاں مقوقس کے بعد دوبارہ کشمکش کی کیفیت پیدا ہوئی تھی انہوں نے دوبارہ جا کر صلح کروائی۔

بہرحال ابوسفیان مدینہ سے چلے گئے لیکن مدینہ کے قیام کے دوران بھی وہ سمجھے ہی نہیں کہ ایک نہایت زبردست لشکر جرار کی مدینہ میں تیاری ہو رہی ہے۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال حکمت تھی۔ حالانکہ ابوسفیان کئی دن مدینہ میں رہے۔

ابوسفیان مکہ پہنچے اور جا کر یہ رپورٹ دی کہ میں اعلان کر آیا ہوں۔ صلح ہی ہے اور عہد شکنی کوئی نہیں ہوئی مکّہ والے بھی ہوشیار لوگ تھے گو ابوسفیان اچھے جہاندیدہ تھے مگر مکّہ والے بھی ہوشیار تھے انہوں نے کہا تم تو کچھ بھی حاصل کر کے نہیں آئے دیکھو اگر تم لڑائی کا فیصلہ کر کے آتے تو ہم یہاں پورے جوش وخروش سے لڑائی کی پوری تیاری کرتے ایک جذبہ ایک جوش پیدا ہو جاتا کہ حملہ ہو رہا ہے تیاری کر دیا تم صلح کر کے آتے معاہدہ کی توسیع کروا کر آتے اور یہ کہتے کہ معاہدہ ہوگیا ہے اب وہ حملہ نہیں کرینگے۔ تم تو دونو طرف سے ناکامی کی بات لے کر آئے ہو نہ جنگ کی صورت لے کر آئے ہو کہ ہم جنگ کی تیاری کریں نہ صلح کی صورت لے کر آئے ہو کہ ہم امن کے ساتھ رات کو اطمینان کی نیند سوئیں۔ اور یہ تجزیہ مکّے والوں کا بالکل درست تھا۔

بہرحال اب مدینہ کا لشکر بالکل تیار تھا اور انصارؓ مدینہ کا سب سے بڑا دستہ تھا چار ہزار کا اُن کا دستہ تھا اور پانچ سو اس میں گھڑ سوار تھے۔ مہاجرین کا دستہ سات سو کا تھا تین سو گھڑ سوار تھے۔ جنیہہ، مزینہ اور غفارؔ قبائل کے ایک ایک ہزار مجاہد تھے دس ہزار قدوسیوں کا لشکر مدینہ سے روانہ ہوا۔ حضرت زبیرؓ بن عوام دو سو گھوڑوں کے ساتھ ہراول دستہ کے طور پر آگے آگے چلتے تھے۔ اندازہ ہے کہ یکم جنوری ۶۳۰ء رمضان المبارک ۸ ھ میں مدینہ سے لشکر روانہ ہوا۔ رمضان کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سے صحابہؓ روزے سے تھے۔ راستہ میں ایک مقام تھا جس کو قدید کہتے ہیں اور ایک معروف مقام منان نام تھا اس زمانہ میں قدید میں چشمے باغات وغیرہ تھے یہاں حضور ﷺ نے محسوس کیا کہ جن صحابہؓ نے روزہ رکھا ہوا ہے اگر انہوں نے روزہ نہ کھولا تو شاید مفید نہ ہو چنانچہ حضور ﷺ ایک اونٹنی پر سوار ہوئے ایک برتن آپ کے دست مبارک میں تھا آپ نے اس کو بلند کیا اور پھر اس میں جو شروب تھا پیا۔ جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا انہوں نے روزہ داروں سے کہا کہ روزہ کھول دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھول دیا ہے۔

سات دن کے بعد مدینہ سے چل کر یہ لشکر مکہ کے قریب پہنچ گیا اور مکّہ سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر مرّ الظہران مقام پر پڑاؤ ہوا وہاں حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ہر شخص آگ جلائے۔ عام طور پر قافلہ میں ایک خاندان آگ جلاتا ہے ایک کنبہ آگ جلاتا ہے یا جن لوگوں نے مل کر کھانا پکانا ہوتا تھا وہ آگ جلاتے تھے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص اپنی اپنی آگ جلائے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ مرّ الظہران کے وسیع میدان میں دس ہزار آگیں جل رہی تھیں۔ اس کا مقصد بالکل واضح ہے حضور ﷺ اپنی ہر جنگ کی طرح اس جنگ میں اور خصوصیت سے مکّہ کے معاملہ میں یہ خواہش رکھتے تھے کہ خون نہ بہے بلکہ امن کے ساتھ فتح ہو جائے حضور ﷺ نے ایسی تکنیک استعمال کی کہ جس سے مکّہ والوں پر رعب پڑ جائے اور وہ یہ سمجھیں کہ مقابلہ کا کوئی فائدہ نہیں اور ہتھیار ڈال دیں۔ اتنی دیر میں مکّہ والوں کی ریکانیس کرنے والی پارٹی گشت کرتے ہوئے اسلامی لشکر کے قریب پہنچ گئی اس پارٹی میں خود ابوسفیان تھے اور حکیم بن حزام بھی تھے جو بعد میں بڑے نیک صحابی کے طور پر مشہور ہوئے اور حضرت خدیجہؓ کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور حضور ﷺ کے جاہلیت کے زمانہ کے دوست بھی تھے۔ اور بڑے مخیّر صدقات دینے والے تھے اور بدیل بن ورقہ شامل تھے یہ لوگ چوٹی کے سردار تھے۔ ادھر انصارؓ کی ایک جماعت حضرت عمرؓ کی حضور ﷺ کے لشکر کے اردگرد پہرا دے رہی تھی انہوں نے مکّہ والی پارٹی کو دیکھ لیا اور ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی حضرت عباسؓ جو اپنی حکمت اور اپنی مصلحت کے مطابق مکّہ والوں سے اچھے تعلقات بنانے کی پالیسی پر گامزن تھے انہوں نے ابوسفیان کو پکڑا کہ اس وقت تمہاری جان خطرہ میں ہے تم فوری طور پر حضور ﷺ کے خیمے کی طرف بھاگو یہ اس کو بھگا کر لے آئے اور لا کر دھکا دیا حضورؐ کے خیمے کے دروازے میں اور عرض کیا کہ حضور ﷺ اس کی بیعت قبول فرمائیں چنانچہ اس وقت رواروی میں ابوسفیان نے بیعت کر لی اور کوئی صورت بھی ان کیلئے نہیں تھی کیونکہ گرفتار وہ ہو چکے تھے میدان جنگ کھل چکا تھا دشمن کے کمانڈر ہونے کی وجہ سے ان کا قتل بھی ہو سکتا تھا۔ ابوسفیان نے بیعت کر لی رات وہ اسی لشکر میں رہے صبح جب لشکر مرالظہران سے روانہ ہوا تو حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ کو ارشاد فرمایا کہ ابوسفیان کو فلاں جگہ پر کھڑا کر دو اس جگہ کے متعلق بخاری کی مختلف روایات میں الفاظ کچھ مختلف ہیں ایک جگہ حَطم الجبل آیا ہے۔ ایک جگہ حَطم الخیل کے لفظ ہیں بہرحال جگہ ایسی معلوم ہوتی ہے کہ جہاں پہاڑ کا درہ تنگ ہو جاتا تھا اور کچھ ٹوٹا ہوا تھا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک موڑ تھا جس پر ان کو کھڑا کیا گیا اور حضور ﷺ کا لشکر رستہ رستہ مکّہ کیطرف بڑھنے لگا۔ اس کی حکمت بالکل واضح ہے۔ حضور ﷺ یہ چاہتے تھے کہ بغیر لڑائی کے فتح ہو خون نہ بہے چنانچہ ابوسفیان کو وہاں کھڑا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اسے احساس ہو جائے کہ لشکر بڑا زبردست ہے وہ ظاہری طاقت کا آدمی تھا اس وقت ظاہری طاقت کا اسے احساس ہو جائے تاکہ وہ مکّہ پہنچ کر لڑائی کی طرح ڈالنے کی بجائے امن اور صلح کا ذریعہ بنے۔ بہرحال ابوسفیان میں ابھی وہ پرانی جاہلیت تو ایک حد تک قائم تھی جنیہہ کا قبیلہ گزرا تو اس نے کہا مالی وللجنیہہ ہمیں کیا مجھے کیا سروکار جنیہہ سے یہی ردّعمل اس کا مزینہ اور غفار کے دستے پر تھا مکّہ والے اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتے تھے لیکن جب انصارؓ کا دستہ گزرا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اس کی انا کچھ ٹوٹی ہے انصارؓ کے دستہ میں ایک تو طاقت اور قوت تھی چار ہزار پیادہ سپاہی تھے پانچ سو گھوڑے تھے لیکن وہ جو جذبہ اور جوش وخروش تھا اس سے وہ متاثر ہوا ہے۔ انصارؓ کے سردار سعد بن عبادہ ویسے تو مدینہ کے چوٹی کے مسلمانوں میں سے تھے انہوں نے اس موقع پر ضرورت سے زیادہ ہی جوش کا اظہار کر دیا اور ابوسفیان کو مخاطب کر کے کہا آج کعبہ کی خبر لی جائیگی۔ بہرحال اس کا اثر ابوسفیان پر خاص ہوا۔ سب سے آخر میں مہاجرین کا دستہ آیا۔ جس میں حضور ﷺ خود تھے۔ اس دستہ کے متعلق لکھا ہے کہ واقـل الـکـتـاب یعنی سب سے چھوٹا دستہ تھا لیکن اس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے جو کیفیت اس کی بیان ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب سے چھوٹا دستہ لاکھوں پر بھاری تھا۔ یہاں ابوسفیان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا معلوم ہے آپ کو کہ سعد بن عبادہ نے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا ہے کہ کعبہ کی حرمت آج مٹا دی جائیگی۔ حضورؐ نے فرمایا کـذب سـعـد سعد نے غلط کہا آج تو کعبہ کی حرمت قائم کرنے کا دن ہے آج تو اس کو نیا لباس پہنایا جائیگا۔ اب یہ بات دیکھیں کہ حضورؐ کا جو سب سے بڑا دستہ

ہے سب سے بڑی ظاہری طاقت ہے وہ انصارؓ کی طاقت ہے چار ہزار کی ان کی تعداد ہے پانچ سو گھوڑ سوار ہیں اور کسی دستہ کی اتنی تعداد نہیں مہاجرین کے دستہ میں صرف سات سو آدمی ہیں لیکن اُس وقت کہ جب عین دشمن کے ہیڈکوارٹر پر حملہ ہو رہا ہے اور اس پر قبضہ کرنے کیلئے آگے بڑھ رہے ہیں اس وقت حضورﷺ نے آرڈر جاری فرمایا کہ سعد بن عبادہؓ معزول اور حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو بھیجا کہ ان سے جھنڈا لے لیں یہ صورت حال دو صورتوں میں ہو سکتی ہے یا تو خدانخواستہ کمانڈر ناقص ہو اور وہ اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر رہا ہو...... دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کمانڈر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح اور نصرت پر پورا یقین ہو اور نازک سے نازک وقت میں بھی وہ غلطی اور غلط طریق کار کو پسند نہ کرے یہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ پر توکل کہ میدان جنگ کے عین نازک مرحلہ پر حضورؐ نے سعد بن عبادہ سے جھنڈا لے لیا۔ حکمت کا پہلو وہاں بھی مدنظر رکھا ان کے بیٹے کو جو قیس اور اہل تھ جھنڈا اس کو دے دیا اس طرح حضورؐ مر الظہران سے مکہ کی طرف آگے بڑھے ہیں۔ روایات سے پتہ لگتا ہے کہ جب مکہ میں حضورؐ داخل ہونے والے تھے اس وقت حضورؐ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا اور حضورﷺ اس وقت ان آیات کی تلاوت فرما رہے تھے انـــا فتـحـنـا لک فتـحـا مبینا راوی کہتے ہیں کہ حضورﷺ ان آیات کی تلاوت ایک خاص انداز میں فرما رہے تھے جس کو عربی میں ترجیع کہتے ہیں۔ یعنی حروف کو لمبا کر کے انـا فتـحـنـا لک فتحاً مبیـنــاً۔ ایک طرف فتح کی بشارت حضورؐ کی زبان مبارک پر تھی دوسری طرف عاجزی اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضورﷺ کا سر مبارک اتنا جھکا ہوا تھا کہ آپ کا سر مبارک اونٹنی کے کجاوہ کے کنارے کو چھو رہا تھا۔ ایک طرف فتح کا نظارہ تھا اور دوسری طرف فروتنی کا وہ عالم تھا جو دنیا کی کسی تاریخ کے کسی فاتح میں نظر نہیں آتا۔ بہر حال جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں داخل ہونے سے قبل حضورؐ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا مگر جب حضورؐ مکہ کے اندر داخل ہوئے ہیں تو حضورﷺ نے خُود پہنا ہوا تھا غالباً اس حکمت کی وجہ سے کہ کوئی تیر آ کر نہ لگے یا کوئی دشمن حملہ نہ کرے۔ اب حضورؐ مکہ میں داخل ہوئے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی لشکر ۸ اطراف سے داخل ہوا حضرت زبیر بن عوام شمال کیطرف سے داخل ہوئے۔ حضرت خالدؓ جنوب کی طرف سے۔ انصارؓ کا دستہ مغرب کی طرف سے۔ حضرت ابوعبیدہؓ کی سرکردگی میں ایک دستہ مشرق کی طرف سے اور خود حضورﷺ مکہ کے بالائی طرف سے داخل ہوئے۔ وہاں جب حضور صلعم داخل ہوئے تو دنیا کی توقع یہ ہو سکتی تھی کہ وہ قوم جس نے ۲۰ سال تک حد درجہ مظالم کئے تھے اب ان کی خبر لی جائیگی۔ لیکن مکہ کی گلیوں میں جو بلند آواز سنائی دی وہ یہ تھی کہ:-

جو شخص حرم کی حدود میں پناہ لے اس کو پناہ دی جائیگی

جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے ابوسفیان کا گھر مکہ کے بالائی علاقہ میں تھا اس کو پناہ دی جائیگی۔

جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں پناہ لے (حکیم بن حزام کا گھر مکہ کے نشیبی علاقہ میں تھا) اس کو پناہ دی جائیگی۔

جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے اس کو پناہ دی جائیگی۔

جو شخص اپنے ہتھیار ڈال دے اس کو بھی پناہ دی جائیگی۔

اور جو شخص بلالؓ کے جھنڈے کے نیچے آ جائے اس کو بھی پناہ دی جائیگی۔

یہ آواز بلند ہوئی اور مکہ والوں نے بالعموم اس آواز کو قبول کیا۔

جس سمت سے حضرت خالدؓ داخل ہوئے تھے اس سمت حضورﷺ نے نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ تلواروں کی چمک ہے حضورﷺ نے فوراً آدمی بھیجے اور خالدؓ کو ہدایت دی کہ لڑائی نہیں ہونی چاہئے۔ میں نے منع کیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضورﷺ ہم نے حملہ نہیں کیا مکہ والوں نے حملہ کیا تھا ہم نے مجبور ہو کر دفاع کیا ہے یہ صرف ایک جگہ تھی جہاں لڑائی ہوئی اور دو صحابی جیش اور قورض شہید ہوئے اور مکہ والوں کے ۱۳ آدمی مارے گئے جب حضورﷺ مکے میں داخل ہوئے تو مکہ کا جو سب سے بلند مقام تھا حجون جہاں مکہ والوں کا قبرستان تھا جو جنت المعلیٰ بھی کہلاتا ہے وہاں اپنا جھنڈا لہرانے کا حکم دیا تا کہ مکہ والوں کو یہ احساس ہو جائے کہ فتح ہو چکی ہے۔ اور وہ مزید مقابلہ بند کر دیں اور خون نہ بہے۔

سب لوگوں کو معافی دے دی گئی۔ یہ جو معافی کا واقعہ ہے نہایت عظیم الشان کارنامہ اور غیر معمولی عفو کی مثال ہے۔ مکے والے آئے آگے روایات میں تھوڑی سی الجھن پیدا ہوتی ہے کہ یہ واقعہ اسی دن کا ہے یا دوسرے دن کا۔ بہر حال فوری عفو کا اعلان تو پہلے دن ہی ہو گیا تھا لیکن جب حضورﷺ کے سامنے سب اکٹھے پیش ہوئے ہیں میرے اندازہ میں یہ دوسرے دن کا واقعہ ہے حضورﷺ نے ان سے پوچھا تم مجھ سے کیا توقع رکھتے ہو انہوں نے کہا اسی سلوک کی توقع رکھتے ہیں جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا حضور نے فرمایا

اذھبوا انتم الطلقاء لاتثریب علیکم الیوم

جاؤ تم سب آزاد ہو کوئی گرفت تم پر نہیں ہوگی۔ دنیا کی تاریخ میں ایسے عفو کی مثال نہ پہلے نظر آتی ہے نہ بعد میں۔ کچھ لوگ اشتہاری مجرم تھے جن میں ایک تو وہی عورت تھی جس کو حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے اپنا خط دے کر بھیجا تھا اور اس کو دس دینار دیئے تھے کہ میرا یہ خط پہنچا دو۔ سارہ اس کا نام تھا یا کنور بھی اس کا نام آتا ہے وہ بھی اشتہاری مجرم تھی مگر معافی تو اس کو ملنی ہی ملنی تھی اور مل گئی۔ اور اس سے کوئی سختی نہیں کی گئی۔ وہ بے چاری حضرت عمرؓ کے عہد میں ایک گھوڑے کے نیچے مسلی جا کر فوت ہوئی۔ ایک مشہور عورت ہندہ تھی اس نے بھی جو ابوسفیان کی بیوی تھی بڑے ظلم کئے تھے۔ حضورؐ کے بہت پیارے چچا کی شہادت اس کی سازش کے نتیجہ میں ہوئی تھی اور ہندہ نے ان کا کلیجہ نکال کر پتہ نہیں کس طرح ہمت کر کے چبا لیا اس کو بھی معافی مل گئی۔ بعض لوگ یہ سمجھتے تھے کہ معافی کا تو سوال پیدا نہیں ہوتا۔ وہ اپنے پر قیاس کرتے تھے۔ جن میں ایک عکرمہ تھا ابوجہل کا بیٹا۔ چنانچہ وہ یمن چلا گیا اس کی بیوی جس کا نام غالباً ام حکیم تھا وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پوچھا کیا عکرمہ کو معافی ہو سکتی ہے؟ حضورﷺ نے فرمایا کیوں نہیں ہو سکتی چنانچہ وہ یمن گئی عکرمہ کشتی کے ذریعہ ملک چھوڑنے کو تیار تھا وہ مانتا نہیں تھا کہ ممکن کس طرح ہے کہ ہمارے جرائم کے ساتھ ہمیں معافی مل جائے۔ ام حکیم اصرار کر کے میاں کو لے آئی عکرمہ کو بھی معافی ہو گئی ایک تھا صفوان امیہ کا بیٹا اور امیہ خاندان نے بڑے ظلم کئے تھے حضرت بلالؓ پر ظلم کرنے والا یہی خاندان تھا یہ بھاگ کر جدہ چلا گیا حضورﷺ نے اپنا عمامہ مبارک اس کو بھجوایا کیونکہ وہ سمجھ ہی نہیں سکتا تھا کہ معافی کس طرح ہو سکتی ہے زبانی پیغام کا کیا اعتبار ہے حضورﷺ نے اپنا عمامہ اس کو بھجوایا یہ نشانی ہے یہ علامت ہے تم آ جاؤ تمہیں معافی دی جاتی ہے وہ بھی آ گیا اس طرح ایک اور سردار تھے عبداللہ وہ نجران بھاگ گئے ان کو بھی معافی کا پیغام ملا۔

یہ عظیم الشان فتح کا دن جو مکہ کی تاریخ میں نہیں اسلام کی تاریخ میں نہیں عالمی تاریخ میں ایک بنیادی اہمیت کا دن تھا اس نے ساری دنیا کی تاریخ کا رخ پلٹ دیا اگر فتح مکہ نہ ہوتی تو یروشلم فتح نہ ہوتا نہ عراق فتح ہوتا نہ شام فتح ہوتا نہ مصر فتح ہوتا نہ ایران فتح ہوتا نہ سپین اور سندھ فتح ہوتے۔ نہ قسطنطنیہ کی عظیم فتح ہوتی نہ شمال افریقہ میں اسلام پھیلتا نہ وسطی ایشیا کی ان مملکتوں میں اسلام پھیلتا جو اب روسی تسلط سے آزاد ہو رہی ہیں۔ نہ چین میں اسلام جاتا دنیا اسی ظلمانی حالت میں ہوتی جو قیصر و کسریٰ کی حکومتوں میں تھی آدھی دنیا تثلیث و نظام رہبانیت کی ظلمت کے ماتحت ہوتی اور آدھی دنیا بگڑی ہوئی زردشتی مذہب کے ماتحت۔

یہ ایک عظیم الشان فتح کا دن تھا اور فاتحانہ نشان کے ساتھ حضورﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے لیکن کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کھانا کیا کھایا تھا۔ آپﷺ حضرت ام ہانیؓ کے گھر تشریف لے گئے جو حضور کی چچا زاد بہن تھیں۔ حضرت ابوطالب کی بیٹی تھیں۔ حضرت علیؓ کی بہن تھیں آپﷺ نے ان سے دریافت کیا کچھ کھانے کو ہے انہوں نے کہا کچھ سوکھی روٹی پڑی ہے فرمایا وہی لے آؤ آپﷺ نے پانی منگوایا روٹی اس میں ڈالی فرمایا نمک ہے؟ نمک لے کر اس میں ڈالا۔ وہ سوکھی روٹی پانی میں تر کر کے نمک لگا کر سرکہ سے کھائی۔ اللھم صل علیٰ محمد وال محمد۔

عن عائشۃ ماشبع ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم منذ قدم للمدینۃ من طعام البر ثلاث لیال تباعا حتیٰ قبض

مگر یہ فاقہ اس لئے نہ تھا کہ چیز میسر نہ تھی بلکہ خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلانا مسکینوں اور معذوروں بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کو کھلانا مقصود تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس مضمون کو اس لطیف انداز میں پیش فرماتے ہیں۔

خیال کرنا چاہئے کہ اس استقلال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اوّل سے اخیر دم تک ثابت قدم رہے برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دکھ اُٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گزرتا تھا بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے قتل کیلئے تعاقب کئے گئے۔ گھر اور اسباب تباہ و برباد ہو گیا۔ بار بار زہر دی گئی جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اُٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں اور پھر جب مدت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو ان دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا کوئی عمارت نہ بنائی کوئی بارگاہ طیار نہ ہوئی۔ کوئی سامان شاہانہ عیش و عشرت کا تجویز نہ کیا گیا کوئی اور ذاتی نفع نہ اُٹھایا بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبر گیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبودیت کے بلندترین مقام پر فائز تھے

سیرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے آئینہ میں

محمد یوسف انور مدرس جامعہ احمدیہ قادیان

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ. سورہ ذٰریت آیت ۵۷)

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

یوں تو خدا تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کیلئے مختلف اَدوار میں مختلف قوموں اور امتوں کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث کئے ہیں۔ انہوں نے اپنی امتوں کو ایک خدا کی طرف بلایا اور ذکر الٰہی پر زور دیا لیکن عبادت کے طور طریقے مختلف اور جُدا گانہ تھے یہاں تک کہ جب وہ دَور آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ اور سابقہ پیشگوئیوں کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کی سرزمین مکّہ میں مبعوث کیا۔

بعثت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عرب کی حالت زار

جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ظھر الفساد فی البر و البحر کا نظارہ چاروں طرف اپنے عروج پر تھا اور لوگ مختلف قسم کی بدیوں میں سرشار تھے شراب خوری قمار بازی زنا کاری بت پرستی کا عام رواج تھا ایسے میں اللہ تعالیٰ نے کمال رحم وکرم وشفقت سے اپنی مخلوق کی رہنمائی کیلئے اُس مقدس اور عظیم ہستی کو مخلوق خدا کی ہدایت کیلئے بھیجا جس نے اپنے اخلاق فاضلہ سے عرب کی کایا پلٹ دی۔

صادَفْتَھُمْ قَوْمًا کروث ذلۃً
فَجَعَلْتَھُم کَسبیکَۃ الْعِقْیَانِ (قصیدہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس شعر میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے انہیں گوبر کی مانند پایا لیکن آپؐ نے اُن کو سونے کی ڈلیوں کی مانند بنادیا۔

نبوت سے پہلے کی سیرت کی ایک جھلک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ان تمام خوبیوں اور کمالات کا جامع تھا جو متفرق طور پر مختلف نبیوں میں پائے جاتے تھے آپؐ اصابتِ فکر، دُور بینی اور حق پسندی کا بلند معیار تھے۔ آپؐ اپنی طویل خاموشی سے مسلسل غور وخوض دائمی تفکیر اور حق کی گرید میں مدد لیتے تھے۔ آپ صلعم نے اپنی شاداب عقل اور روشن فطرت سے زندگی کے صحیفے لوگوں کے معاملات اور جماعتوں کے احوال کا مطالعہ کیا اور جن خرافات میں یہ سب لت پت تھیں ان سے سخت بیزاری محسوس کی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان سب سے دامن کش رہتے ہوئے پوری بصیرت کے ساتھ لوگوں کے درمیان زندگی کا سفر طے کیا یعنی لوگوں کا جو کام اچھا ہوتا اس میں شرکت فرماتے ورنہ اپنی مقررہ تنہائی کی طرف پلٹ جاتے۔ چنانچہ آپؐ نے شراب کو کبھی منہ نہ لگایا آستانوں کا ذبیحہ نہ کھایا، اور بُتوں کیلئے منائے جانے والے تہوار اور میلوں ٹھیلوں میں کبھی شرکت نہ کی۔

آپ کو شروع سے ہی ان باطل معبودوں سے اتنی نفرت تھی کہ ان سے بڑھ کر آپ کی نظر میں کوئی چیز مبغوض نہ تھی حتٰی کہ لات وعُزیٰ کی قسم سننا بھی آپ کو گوارا نہ تھا۔

خدا نے ہمیشہ ہر موقعہ پر خاص طور سے آپ کی حفاظت کی اور تمام بدعات اور رسم و رواج سے آپکو بچایا۔ آپ ﷺ کی بچپن اور نوجوانی کی عادات بہت اعلیٰ اور منفرد تھیں یہی وجہ ہے کہ آپ کو لوگ صادق اور امین کہا کرتے تھے۔

عبادت کا پہلا دور۔ گوشۂ تنہائی میں عبادت کی عادت

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ملک کی خرابیوں کو دیکھ کر بہت افسردہ رہتے تھے۔ اور بالعموم شہر سے تین میل کے فاصلہ پر حرا نامی پہاڑ کی چوٹی پر ایک پتھروں کی غار میں بیٹھ کر اپنے ملک کی خرابیوں اور شرک کی کثرت پر غور کیا کرتے تھے۔ اور اس جگہ ایک خدا کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اس عبادت میں آپ کو اس قدر لطف آتا تھا کہ آپ کئی دفعہ کئی کئی دن کی غذا گھر سے لیکر جاتے تھے۔ اور کئی کئی دن اس غار میں رہتے تھے۔ تاریخ اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ اس غار حرا میں ذکر الٰہی اور تفکر اور دُعا اور مراقبہ میں محورہ کر اپنے خالق و مالک کی پرستش کیا کرتے تھے اور تمام دنیا کی ہدایت کے سامان مانگا کرتے تھے اس حالت کو دیکھ کر آپ کی قوم بے اختیار پکار اُٹھی۔

عَشقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ

کہ محمد تو اپنے رب پر فدا ہو گیا ہے

اُس میں شک نہیں کہ آپؐ کے دل میں اپنی قوم کیلئے ایک تڑپ تھی اور مکّہ کی مشرک سوسائٹی کی اصلاح کیلئے آپ کے دل میں شدید درد تھا یہی درد آپ کو مکّہ شہر سے دور غارِ حرا میں لے جانے کا باعث بنی جہاں تنہائی میں آپؐ نے اپنی عبادات کا آغاز کیا۔ چونکہ جس قوم میں آپ آئے وہ ساری کلی طور پر شرک کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی خدا کی عبادت کا تصور تک ان میں باقی نہ رہ گیا تھا ایسے ماحول میں آپ کے قلب اطہر کا خدا کی عبادت کی طرف جھکنا ایک زبردست دلیل یقیناً اس بات کی ہے کہ آپ خدا کے فضل سے عبودیت کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز تھے۔ آپ کی عبادت غار حرا کے تخلیہ سے شروع ہوئی اور اسی عبادت نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا اور زمین پر الوہیت وعبودیت کی گمشدہ راہوں کو استوار کیا اور ایک مردہ قوم زندہ ہوگئی۔ آپ صلعم کی اس عبادت نے خالق ومخلوق میں وہ مضبوط رشتہ پیدا کر دیا کہ جس کا ٹوٹنا قیامت تک کیلئے ممکن نہیں۔ یہی وہ زمانہ تھا جسے قرآن کریم میں تلاش حق کا زمانہ کہا گیا ہے۔ فرمایا وَوَجَدَکَ ضَالًّا فَھَدٰی. یعنی اللہ نے تجھے اپنی تلاش میں سرگردان وحیران پایا پس اُس نے تجھ کو اپنی طرف آنے کا راستہ بتایا... تاریخ کی شہادت موجود ہے کہ آپ قوم کے غم میں اس غار میں تشریف لے جاتے اور اپنے خالق و مالک کے آستانہ میں گر جاتے گریہ وزاری کا سلسلہ جاری رہتا۔ ہچکیاں بندھ جاتیں آستانہ الٰہی آپ کے آنسوؤں سے تر ہو جاتا یہ عبادت کا دلفریب منظر بہت دنوں تک جاری رہا آخر عبودیت کی قوت جذب نے معبود برحق سے اپنا مضبوط رشتہ قائم کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت پر متمکن فرمایا اور عبادت الٰہی کے ایک جامع اور کامل نظام کو دنیا میں قائم کرنے کا حکم فرمایا۔ فَاصْدَع بِمَا تُؤمَر۔ کہ تو لوگوں کو ایک خدا کی پرستش کی طرف بلا اور انہیں عبادت الٰہی کی تلقین کر۔

عبادات کا دوسرا دَور

دعویٰ نبوت کے بعد آپ کی عبادات کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے ابتدائی تین سال تک آپ نے اپنے دعویٰ نبوت کو اپنے گھر والوں اور قریبی دوستوں تک ہی محدود رکھا ابتداء میں جبرائیل نے آپ ﷺ کو نماز اور وضو کا طریق سکھایا مگر باقاعدہ پانچ وقت کی نماز بہت بعد میں واقعہ معراج واسراء کے بعد شروع ہوئی۔ شروع شروع مسلمان اپنے طور پر گھروں میں یا مکّہ کے پاس گھاٹیوں میں دو دو چار چار مل کر جب موقع ملتا ایک عام عبادات کے رنگ میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے ابتداء میں اخفاء کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات خود مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے کے اسلام لانے کا علم نہیں ہوتا تھا اس طرح باقاعدہ نماز کی کیفیت بھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی بھی یہی حالت تھی کہ مکّہ کی کسی گھاٹی میں چھپ کر نماز ادا کرتے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ صلعم حضرت علیؓ کے ساتھ کسی درّہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اتفاق سے آپ کے چچا ابوطالب آنکلے، ان کو اس جدید طریقہ عبادت پر تعجب ہوا کھڑے ہوئے اور بغور دیکھتے رہے پوچھا اور حقیقت معلوم ہوئی تو کہا کہ اس پر برقرار رہیں۔ (ابن ہشام)

سیرت النبیؐ مولفہ شبلی نعمانی میں لکھا ہے۔ ابوطالب نے پوچھا یہ کونسا دین ہے آپؐ نے فرمایا ہمارے دادا ابراہیمؑ کا یہی دین تھا۔

عبادات سے آپ صلعم کو روکا گیا

یاد رہے کہ نبوت کے چوتھے سال جب آنحضرت صلعم نے کھلی ''تبلیغ'' کا آغاز فرمایا تو مخالفت کی سخت رَو چلی جو کہ چلتے چلتے شدت اختیار کر گئی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کو خانہ کعبہ میں عبادت کرنے سے زبردستی روکا گیا۔ قرآن کریم سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ فرمایا:

''اے مخاطب تو مجھے اس شخص کی حالت کی خبر دے جو ایک عبادت گزار بندے (یعنی محمدؐ) کو جب وہ نماز میں مشغول ہوتا ہے نماز سے روکتا ہے۔'' (العلق)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپؐ خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں عقبہ بن ابی معیط غصہ میں اُٹھا اور آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر اس زور سے بھینچا کہ آپ کا دم رکنے لگا حضرت ابوبکرؓ دوڑے ہوئے آئے اور آپ کو اس بدبخت کے شر سے بچایا اور کہا کیا تم اس شخص کو صرف اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ ابتداء میں آپ اور صحابہ کرام ارقم بن ارقمؓ کے گھر کو عبادت اور دعوت الی اللہ کے لئے استعمال کرتے رہے۔ تاریخ اسلام میں اس مبارک گھر کو بہت شہرت حاصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت جوش و خروش سے دشمن کی پرواہ کئے بغیر عبادات میں مصروف رہتے تھے ایک مرتبہ آپ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل نے کہا کاش اس وقت کوئی جاتا اور اونٹ کی اوجھڑی اُٹھا لاتا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں جاتے تو ان کی گردن پر رکھ دیتا۔ عقبہ نے کہا کہ یہ کام میں انجام دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ بدبخت گیا اور اوجھڑی لے آیا۔ جب آپ سجدہ میں گئے تو آپ کی گردن پر اوجھڑی رکھ دی۔ قریش مارے خوشی کے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے کہ کسی طرح

آپ کی چھوٹی بیٹی فاطمہ کو خبر ہوئی وہ اگر چہ کم عمر تھیں لیکن جوش محبت سے دوڑی آئیں اور کسی طرح اوجھڑی کو ہٹا کر عقبہ کو برا بھلا کہا۔

سورہ مزمل میں آپ کی عبادات کی کیفیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی میں جوش وخروش کے ساتھ خدا کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ سورہ مزمل ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ ترجمہ یہ ہے

تیرا رب جانتا ہے کہ تو تہائی رات سے کچھ کم نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے اور کبھی کبھی نصف کے برابر کبھی ایک تہائی کے برابر اور اس طرح کچھ لوگ تیرے ساتھ بھی اور اللہ رات اور دن کو چھوٹا بڑا کرتا رہتا ہے خدا جانتا ہے کہ تم پوری طرح نماز کے وقت کا اندازہ نہیں لگا سکتے پس اس نے تم پر رحم کیا ہے پس چاہئے کہ قرآن میں سے جتنا میسر ہو تم پڑھ لیا کرو۔ (سورہ مزمل)

غرضیکہ آنحضرت صلعم دن رات ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور اپنی قوم کی ہدایت کیلئے کثرت سے دُعائیں کرتے تھے۔

معراج نبوی میں پانچ نمازوں کی فرضیت

معراج نبوی کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں قرآن میں اس کا ذکر سورہ نجم کی آیات ۸ تا ۱۸ میں ہے معراج میں آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور آپ سدرۃ المنتھی کی بلندیوں تک پہنچے اور اپنے رب کے اس قدر قریب ہو گئے کہ درمیان سے سب پردے ہٹا دیئے گئے یہاں پر جو احکامات آپ کو خدا تعالیٰ کے دربار سے ملے اُن میں سے ایک پنجگانہ نماز ہے جو موجودہ شکل میں مسلمانوں میں رائج ہے دوسرا واقعہ اسراء کا ہے جس کے معنی رات کے وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے یا سفر کرانے کے ہیں چونکہ آنحضرت صلعم کو یہ روحانی سیر رات کے وقت کرائی گئی تھی، اس لئے اس کا نام اسراء رکھا گیا ہے۔ اس کے متعلق سورہ بنی اسرائیل میں ذکر ملتا ہے کہ آپ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا یاد رہے یہ دونوں الگ الگ واقعات ہیں۔

مکہ میں ۱۳ سال کا قیام اور عبادت کے نتائج

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک اہل مکہ کو ایک رب کی عبادت کی طرف بلاتے رہے خود بھی ان کیلئے دُعائیں کرتے رہے خدا کی عبادت میں سخت اذیتیں آپ کو پہنچائی جاتیں آپ جب خدا کی عبادت میں سجدہ ریز ہوتے تو دشمن دور کھڑے قہقہے لگا رہا ہوتا اور ہنسی ٹھٹھا کر رہا ہوتا کوئی ایسی تکلیف یا دُکھ نہیں جو آپ کو کفار مکہ نے نہ دیا ہو لیکن اس کے باوجود آپ بیقرار ہو کر اس طرح ان کی ہدایت کیلئے دُعا کرتے کہ حدیث میں آتا ہے کہ جس طرح ہانڈی چولہے پر ہو اور اُس میں اُبال آئے تو جس طرح اُس سے آواز گڑ گڑ کی آتی ہے اس طرح آپ خدا کے حضور دُعا کرتے اور لوگوں کی ہدایت کیلئے مدد طلب کرتے آپکی عبادت اس قدر لمبی ہوتی کہ عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ

''ایک دفعہ میں بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا تو اس قدر تکلیف ہوئی کہ قریب تھا کہ میں نماز کو توڑ کر بھاگ جاتا۔ کیونکہ میرے قدم اب زیادہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتے تھے اور میری طاقت سے باہر تھا کہ زیادہ دیر تک کھڑا رہ سکوں''۔

قارئین یہ بیان اس شخص کا ہے جو جوان تھا اور آپؐ کی نسبت عمر میں کم تھا آپ کی دُعاؤں اور عبادت کی وجہ سے اسلام مکہ سے نکل کر مدینہ منورہ پہنچ گیا اور پھر آہستہ آہستہ سارے عرب میں پھیل گیا۔

حیاتِ طیبہ کا مدنی دَور اور عبادت الٰہی

ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲۷ سفر ۱۴ نبوت مطابق ۱۲-۱۳ ستمبر ۶۲۲ء کی درمیانی رات کو حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لائے اور وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ کیلئے روانہ ہوئے۔ یہ ہجرت بھی خاص مشیت الٰہی کے تحت ہوئی۔ آپؐ کی عبادت کا تیسرا دَور ہجرت مدینہ سے شروع ہوتا ہے۔ جہاں نسبتاً سکون اور آزادی کا ماحول میسر آیا عبادت کیلئے پہلی باقاعدہ مسجد بھی ہجرت کے بعد ہی تعمیر ہوئی۔

مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء کو قبا میں نزول فرمایا۔ مدینہ میں پہنچ کر سب سے پہلے آپ نے مسجد کی تعمیر کی۔ یہ مسجد اُس جگہ بنائی جہاں آپ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔

جنگ احزاب میں نمازوں کا ضائع ہونا

جنگ احزاب میں قریش نے تمام قبائل کو اکٹھا کر کے مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ ساز باز کر کے مدینہ پر حملہ کر دیا۔ آنحضرت صلعم اور صحابہ اور عورتوں اور بچوں نے ملکر مدینہ کے گرد خندق کھودی تا کہ اس یلغار سے کسی طرح بچ سکیں۔ ۲۱ دن تک دشمن نے محاصرہ کیا اس وقت بہت خوف و ہراس تھا اس وقت جنگ کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض نمازیں ضائع ہو گئیں اور وقت پر نہ پڑھی جا سکیں آپ کو بہت رنج پہنچا اُس وقت آپ نے دشمن کیلئے سخت الفاظ استعمال کئے۔ فرمایا۔ مَلاءَ اللّٰہ بیوتَھُم نارًا۔ خدا ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔ انہوں نے ہماری نمازیں ضائع کی ہیں۔ پھر آپ نے عصر اور مغرب کی نماز اکٹھی کر کے پڑھائی نماز کے چھوٹ جانے کا یہ واقعہ زندگی میں ایک مرتبہ ہوا۔

آنحضرت صلعم عبادت الٰہی میں اس قدر سرور اور لذت حاصل کرتے تھے کہ بیماری کی حالت میں بھی آپ نے نماز کو ترک نہیں کیا یہاں تک کہ ایک مرتبہ بوجہ بیماری و کمزوری آپ نے ابوبکرؓ کو نماز پڑھنے کا حکم دے دیا جوں ہی اس دوران آپ نے افاقہ محسوس کیا تو دو آدمیوں کا سہارا لیکر نماز کیلئے تشریف لے گئے اقامت سنتے ہی آپ سے یہ برداشت نہ ہوا کہ آپ خاموش بیٹھے رہیں غرضیکہ کوئی ایسا وقت نہیں جس میں آپ نے کسی طرح کی کوئی کمی کی ہو ہمیشہ التزام کے ساتھ نماز ادا کی آپؐ اپنی قلبی کیفیت کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔ قُرَّۃُ عَیْنِی فِی الصَّلٰوۃِ۔ کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

آپ کی عبادت میں ایک تسلسل کا رنگ پایا جاتا تھا ہر عبادت کے بعد پھر خدا کا شکر بجا لاتے کہ اُس نے اس عبادت کی توفیق دی اس طرح ہر وقت خدا کے احسان کو یاد کرتے۔

خشیت الٰہی

یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام منصب اور رتبوں کے باوجود آپ کو اپنی بشریت اور عبودیت کا برابر احساس رہتا تھا۔ خدا کی عظمت اور جلال کے سامنے ہمیشہ خوف دامنگیر رہتا آپ اللہ کے چہیتے تھے۔ لیکن کبھی مقام عبودیت میں فرق نہ آنے دیا خشیت الٰہی کے مجسمہ تھے آپ اور تصویر تھے اطاعت الٰہی کے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّما یخشی اللہ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَموا۔ کہ اللہ کے بندوں میں سے جو عالم ہوتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ لیکن آپ صلعم صرف عالم ہی نہ تھے بلکہ عالموں کے سردار تھے اور ساتھ ہی عرفان کے انتہائی مقام پر پہنچے ہوئے تھے اور اس قول کے مصداق تھے کہ:

''ہر کہ عارف تر است ترساں تر'' کہ جو جتنا زیادہ عارف باللہ ہوتا ہے اتنا ہی خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے۔

خشیت الٰہی عبودیت کی صفات میں سے ہے اس کا غلبہ آپ صلعم پر اس قدر تھا کہ آپ نے کبھی بھی اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کیا۔ بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر آپ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کریگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہ ہوں گے؟ فرمایا نہیں اگر خدا کا فضل اور رحمت مجھے ڈھانپ لے تو ہی میں جنت میں داخل ہوں گا''۔

بیماری میں نماز

۵ھ میں آپؐ ایک دفعہ گھوڑے سے گر گئے جس کی وجہ سے آپ کی پنڈلی اور ران وغیرہ میں چوٹیں آئیں جس کی وجہ سے آپ پانچ دن بیٹھ کر نماز ادا فرماتے رہے۔ (سیرت خاتم النبیین حصہ دوئم)

نمازوں سے آپ کی محبت

آنحضرت صلعم نے جملہ عبادات میں سب سے زیادہ زور نمازوں پر دیا۔ آپ فرماتے تھے کہ نماز ایسی عبادت ہے کہ جس کے نتیجہ میں بندہ اپنے رب سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور گویا اس کی مجلس میں پہنچ جاتا ہے۔ آپ کی نمازوں سے اس قدر محبت تھی کہ فرض نمازوں کے علاوہ بڑی کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے اور نماز تہجد باناغہ ادا فرماتے۔ آپ صلعم نے نماز کی یہ شان بتائی ہے کہ کَاَنَّکَ تَراہُ وانْ لَمْ تَکُنْ تَراہُ فَانہ یَراکَ۔ (مسلم) یعنی صحیح نماز یہ ہے کہ تو خدا تعالیٰ کو دیکھ لے یا کم سے کم یہ کیفیت ہونی چاہئے کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

امت کیلئے کثرت سے پڑھے جانے والے دُعائیہ کلمات

اللہ تعالیٰ کے حکم فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ واسْتَغْفِرْہُ کے مطابق رسول کریم صلعم کثرت سے یہ دعائیہ کلمات اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے پڑھا کرتے تھے کہ

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وبِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ (درمنثور)

یعنی اے اللہ میں تیری تسبیح کرتا ہوں اور تیری ذات میں سب خوبیوں کے ہونے کا اقرار کرتا ہوں اور تجھ سے بشری کمزوری پر پردہ چاہتا ہوں اور تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔ حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول کریمؐ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ یہ دُعا بار بار کیوں پڑھتے ہیں۔ تو رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قسم کی دُعا کرنے کا ارشاد فرمایا ہے اور پھر سورہ نصر کی آیات پڑھیں۔ بہرحال اس روایت سے ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی اُمّت کیلئے کثرت سے دُعائیں کیں تا آپ کی اُمّت راہ راست پر قائم رہے۔ اور جب کبھی اس میں کوئی خرابی پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے اشخاص کو کھڑا کر دے جو اس خرابی کو دُور کر دیں۔ اور یہ کہ خود اللہ تعالیٰ اُمّت محمدیہ کی تربیت کا انتظام کرتا رہے۔ چنانچہ رسول کریم صلعم کی یہ دُعا سُنی گئی اور اس کا نتیجہ جو کچھ نکلا وہ تاریخ کے اوراق بتا رہے ہیں اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا اور جب بھی اسلام کی حفاظت کا سوال پیدا ہو گا اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت کے سامان پیدا کر دیگا۔ ☆☆

خاتم النبیین کا معنی و مفہوم اور بزرگانِ سلف کا عقیدہ

کمال احمد کویت

قرآن حکیم سے چند حوالہ جات اور بزرگانِ سلف کا ختم نبوت کے بارے میں عقیدہ سپرد قلم ہیں۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔

(سورت احزاب-۴۱)

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور خاتم النبیین ہیں۔

غیر احمدیوں کے عقیدہ کے متعلق نبوت کا سلسلہ من کل الوجوہ ختم ہو گیا ہے اور آنحضرت ہر رنگ میں آخری نبی ہیں۔ مگر ہمارے نزدیک یہ معنی درست نہیں ہیں۔ دراصل اس آیت کے متعلق یہ جاننا ضروری ہے کہ خاتم کا لفظ "ت" کی زبر سے ہے جو ایک عام عربی لفظ ہے جس کے معنی مہر اور انگوٹھی کے ہیں۔ اور النبیین کا لفظ نبی کی جمع ہے لہذا عربی قاعدہ کے مطابق یہ معنے ہوئے کہ "نبیوں کی مہر" اس صورت میں آیت زیر بحث کے یہ معنی ہوں گے کہ محمد رسول اللہ کا کوئی بیٹا نہیں لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں۔ آپ کے نزدیک مہر کا کام کسی چیز کو بند کرنے کا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب کسی خط کو بند کرنا ہو تو اس پر مہر لگا دیتے ہیں۔ اور اس طرح گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کو بند کرنے والے ہوگئے یہ استدلال بالکل درست نہیں۔ اس کے جواب میں اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ مہر کا اصلی کام بند کرنا نہیں ہوتا بلکہ تصدیق کرنا ہوتا ہے۔ یعنی جب کسی تحریر کو مصدقہ بنانا اور مستند ثابت کرنا ہو تو اس پر مہر لگا دیتے ہیں۔ بسا اوقات مہر تحریر کے اوپر لگا دیتے ہیں یعنی شروع میں لگا دیتے ہیں اور کبھی نیچے لگا دی جاتی ہے۔ اردو زبان میں یہ تو ایک محاورہ بن گیا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں تحریر پر مہر ثبت کردی۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے صلح حدیبیہ کے بعد بیرونی ممالک کے بادشاہوں اور رئیسوں کے نام خطوط ارسال کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا یارسول اللہ! جب تک خط کے اوپر لکھنے والے کی مہر ثبت نہ ہو یہ لوگ خط کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ تو اس پر آپ ﷺ نے فوراً ایک مہر تیار کروائی۔ جو بعد میں ہمیشہ اسلامی مراسلات میں مہر تصدیق کا کام دیتی رہی (دیکھئے بخاری مسلم) محمد رسول اللہ کی جسمانی اولاد نرینہ تو بے شک نہیں ہے۔ لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ چونکہ خدا کے رسول اپنی امت کے روحانی باپ ہوتے ہیں۔ اس جہت سے آپ ﷺ ہرگز بے اولاد نہیں ہیں۔ بلکہ کثیر روحانی اولاد کے باپ ہیں۔ آپ ﷺ معمولی رسول بھی نہیں ہیں۔ بلکہ خاتم النبیین ہیں۔ یعنی آپ ﷺ صرف مومنوں کے ہی باپ نہیں بلکہ روحانی طور پر آپ نبیوں اور رسولوں کے بھی باپ ہیں۔ بلکہ آپ کو وہ بلند وارفع مقام بھی حاصل ہے۔ کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں آ سکتا۔ جس پر آپ کے دربار کی تصدیقی مہر نہ ہو۔ اس تشریح کے ماتحت آیت کا مطلب یہ ہوا کہ بلکہ آپ ﷺ کی جسمانی نرینہ اولاد تو نہیں ہے۔ لیکن اس سے آپ کی شان میں فرق نہیں آتا اور آپ نعوذ باللہ ابتر نہیں ٹھہرتے بلکہ حق تو ہے کہ آپ کثیر التعداد اور عالی مرتبہ روحانی اولاد کے باپ ہیں۔ دوسرا معنی خاتم کا انگوٹھی ہے۔ انگوٹھی زینت کیلئے پہنی جاتی ہے۔ لہذا آپ نبیوں کی زینت ہیں۔ خواہ نبی پہلے گزرے ہوں یا بعد میں آنے والے ہوں۔ اب لفظ "لکن" کے بارے میں کچھ وضاحت پیش خدمت ہے۔ عربی زبان میں اس وقت استعمال ہوتا ہے جب گذشتہ فقرہ میں جو مفہوم بیان ہوا ہے اس کے بعد اس کے مقابل کا مفہوم بیان کرنا مقصود ہو۔ مثلاً اگر یہ کہیں کہ زید بہادر تو ہے لیکن بدن کا کمزور ہے۔ یا یہ کہیں کہ خالد ناخواندہ تو ہے لیکن عقلمند ہے۔ یا پھر "لکن" کا لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے جب گذشتہ کلام سے کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ سب لوگ اُٹھ کر چلے گئے لیکن عمر نہیں گیا۔ اب یہاں سب کے اُٹھ کر چلے جانے کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی بھی بیٹھا نہیں ہے۔ اس لئے "لکن" کے لفظ کے استعمال کے بعد اس شبہ کا ازالہ کر دیا گیا۔ اس مفہوم کو عربی زبان میں استدراک کہتے ہیں۔ چنانچہ عربی لغت کی کتابوں میں صراحۃً لکھا ہے کہ "لکن" کا لفظ استدراک کیلئے آتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آیت خاتم النبیین کی تشریح صرف یہی نہیں کہ وہ نبوت کے دروازہ کو بند نہیں کرتی بلکہ وہ ظلّی اور بروزی نبوت کے دروازہ کو کھولتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سورت فاتحہ میں یہ دُعا سکھاتا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اے ہمارے رب تو ہمیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے یعنی ان لوگوں کے طریق پر چلا جن پر تو نے اپنے انعام کئے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ ہدایت فرماتا ہے کہ تم مجھ سے یہ دُعا کیا کرو کہ اے خدا ہمیں بھی اس مبارک گروہ میں شامل فرما جو منعم علیہم کی جماعت ہے منعم علیہم کی جماعت سے کون لوگ مراد ہیں۔ اور وہ کون سے انعامات تھے جو ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئے گئے تھے۔ اس کیلئے ہمیں عقلی گھوڑے دوڑانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے منعم علیہم گروہ کی تفصیل فرمادی ہے۔

اللہ فرماتا ہے:-

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (سورہ نساء ۷۰)

یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اتباع اختیار کرتے ہیں وہ ان لوگوں میں شامل کئے جائیں گے جن پر اللہ نے انعام کئے ہیں اور وہ منعم علیہ کون ہیں وہ نبی ہیں اور وہ صدیق ہیں اور وہ شہید ہیں اور وہ صالحین ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تعیین فرمادی ہے کہ منعم علیہ جماعت سے مراد نبی اور صدیق اور شہید اور صالح ہیں۔ گویا روحانی انعامات کے چار درجے ہوئے۔ (اوّل نبوت) یعنی خدا کی طرف سے کثرتِ مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہو کر اور نبی کا لقب پا کر لوگوں کیلئے معبوث ہونا۔ (دوسرے صدیقیت) یعنی خدا اور اس کے رسول کے احکام کی مکمل بجا آوری اور فرمانبرداری کا ایسا کامل نمونہ دکھانا کہ انسان گویا اپنے قول و فعل سے مجسم تصدیق ہو جائے اور فنافی اللہ اور فنافی الرسول کا درجہ پالے۔ (تیسرے شہادت)۔ یعنی دین کے رستہ میں اس طرح اپنی جان لگا دینا کہ انسان کا وجود گویا مذہب کی صداقت کیلئے ایک مجسم شہادت یعنی گواہی بن جائے اور (چوتھے صالحیت) یعنی اپنے آپ کو مذہب کا رنگ اختیار کرنے کے مناسب حال بنانا۔ اور اپنے اعمال کو دین کے مطابق بنانے کیلئے کوشاں رہنا۔ گویا سب سے چھوٹا درجہ روحانی انعام اور قرب الٰہی کا یہ ہے کہ انسان صالح ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (سورہ اعراف ۳۵)

یعنی اے بنی آدم! اگر تمہارے پاس میرے رسول آئیں تمہیں میں سے اور بیان کریں میری آیات تو اس وقت جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا اور اپنی اصلاح کرے گا تو ایسے لوگوں پر کسی قسم کا خوف غالب نہیں آئے گا اور نہ وہ غمزدہ ہونگے" اس آیت میں بنی آدم سے مراد آنحضور صلعم کے عہد مبارک سے بعد کے لوگ مراد ہیں گویا اللہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کی وساطت سے لوگوں کو مخاطب فرمارہا ہے کہ اے لوگو! کہ اگر کسی زمانہ میں تمہارے پاس رسول آئیں جو تمہیں میں سے ہوں گے تو تم ان کا انکار نہ کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا اور ان رسولوں کو مان کر اپنی اصلاح کرنا۔ یہ تمہارے حزن اور خوف کو دور کرنے کا موجب ہوگا۔ خوف اور حزن سے محفوظ ہونے کے الفاظ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آنے والا رسول اس زمانے میں آئے گا جب مسلمانوں پر بہت حزن اور خوف طاری ہوگا۔ مگر جو رسول کو مان لیں گے ان سے یہ خوف اور حزن دور کیا جائے گا۔ ایک آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (سورت المرسلٰت ۱۲) اس میں رسل کا لفظ بصیغہ جمع بیان کیا ہے۔ جس سے مراد ہے کہ آخری زمانہ میں تمام رسول ایک ہی بروزی وجود میں جمع کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نہایت وضاحت کے ساتھ اس بات کا فیصلہ فرمادیا ہے کہ امت محمدیہ میں نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ اُمید دلائی ہے کہ مسلمانوں میں خدا کی طرف سے رسول معبوث کئے جائیں گے۔

مقام ختم نبوت کے بارہ میں بزرگانِ سلف کا عقیدہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

(درمنثور جلد ۵ اور تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

اے مسلمانو! تم آنحضرت صلعم کے متعلق یہ تو بے شک کہا کرو کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضور صلعم حضرت عائشہؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ بہت زیرک ہیں جب بھی آنحضور ﷺ کوئی بات کرتے تو فوراً سمجھ جایا کرتی تھیں۔

۲- لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ. (بخاری) یعنی نبوت میں سے اب صرف مبشرات رہ گئے ہیں پس اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں دو قسم کے انبیاء کرام تشریف لائے ایک صاحب شریعت اور دوسرے غیر تشریعی یا تابع نبی غیر تشریعی نبی کے الہام میں صرف مبشرات و منذرات ہوتے ہیں۔ پس اس حدیث کا مطلب ہے کہ کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آ سکتا۔ مگر مبشر و منذر نبی آ سکتا ہے۔

۳- اسی طرح اور صحابہؓ مثلاً حضرت علی کرم اللہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے متعلق بھی روائتیں آتی ہیں کہ وہ آنحضرت صلعم کے بعد غیر تشریعی نبی کے آنے کو جائز سمجھتے تھے۔

(درمنثور ابن الانباری ابن ابی شعبہ)

۴- حضرت محی الدین ابن عربیؒ (وفات ۶۳۸ھ) فرماتے ہیں:-

اَلنُّبُوَّۃُ الَّتِی انْقَطَعَتْ بِوُجُوْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ھِیَ النُّبُوَّۃُ التَّشْرِیْعِ..... وَھٰذَا مَعْنٰی قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ اَیْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یَکُوْنُ عَلٰی شَرْعٍ یُخَالِفُ شَرْعِیْ بَلْ اِذَا کَانَ یَکُوْنُ تَحْتَ حُکْمِ شَرِیْعَتِیْ۔

(فتوحات مکیہ جلد ثانی صفحہ ۳)

یعنی وہ نبوت جو آنحضرت صلعم کے وجود سے منقطع ہوگئی ہے وہ صرف تشریعی نبوت ہے یعنی اب صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ اب رسالت و نبوت منقطع ہوگئی ہے وہ صرف تشریعی نبوت ہے یہی مراد ہے کہ میرے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آسکتا اور نہ ہی کوئی رسول آسکتا ہے جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو بلکہ جب کبھی نبی ہوگا تو وہ میری شریعت کے ماتحت ہوگا۔

۵- حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ (وفات ۹۷۶ھ) فرماتے ہیں:-

فَاِنَّ مُطْلَقَ النُّبُوَّۃِ لَمْ تَرْتَفِعْ وَاِنَّمَا ارْتَفَعَتْ نُبُوَّۃُ التَّشْرِیْعِ۔

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۴)

یعنی ’’مطلق نبوت ختم نہیں بلکہ شریعت والی نبوت ختم ہوئی ہے‘‘۔

۶- حضرت امام محمد طاہر صاحبؒ (وفات ۹۸۶ھ) مصنف مجمع البحار جو اپنے زمانے کے امام تھے فرماتے ہیں:-

ھٰذَا نَاظِرٌ اِلٰی نُزُوْلِ عِیْسٰی وَھٰذَا اَیْضًا لَا یُنَافِیْ حَدِیْثَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ لِاَنَّہٗ اَرَادَ لَا نَبِیَّ یَنْسَخُ شَرْعَہٗ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

یعنی حضرت عائشہؓ نے یہ جو فرمایا ہے کہ اے مسلمانو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خاتم النبیین کے الفاظ استعمال کیا کرو اور لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ نہ کہا کرو تو یہ حضرت عائشہؓ نے مسیح موعود کے نزول کو مدنظر رکھ کر کہا ہے اور حضرت عائشہ کا یہ قول حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی مراد تھی کہ میرے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کرے۔

۷- فرقہ حنفیہ کے جلیل القدر امام حضرت ملا علی قاریؒ (وفات ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:- لَوْ عَاشَ اِبْرَاھِیْمُ وَصَارَ نَبِیًّا وَکَذَالِکَ لَوْ صَارَ عُمَرُ نَبِیًّا لَکَانَا مِنْ اَتْبَاعِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ .... فَلَا یُنَاقِضُ قَوْلَہٗ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ اِذَا الْمَعْنٰی اَنَّہٗ لَا یَاْتِیْ نَبِیٌّ بَعْدَہٗ یَنْسَخُ مِلَّتَہٗ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ اُمَّتِہٖ۔ (موضوعات کبیر صفحہ ۵۸، ۵۹)

یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے یا اگر عمرؓ نبی ہو جاتے تو وہ دونوں آپ ﷺ کے متبعین میں سے ہوتے۔ پس ان کا نبی ہونا خدا کے قول خاتم النبیین کے مخالف نہ ہوتا۔ کیونکہ خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ ﷺ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

۹- حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (وفات ۱۱۷۶ھ) جو ایک بڑے عالم ہونے کے علاوہ بارہویں صدی کے مجدد تھے فرماتے ہیں:-

خُتِمَ بِہِ النَّبِیُّوْنَ اَیْ لَا یُوْجَدُ مَنْ یَّاْمُرُہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِالتَّشْرِیْعِ عَلَی النَّاسِ (تفہیمات الٰہیہ تفہیم صفحہ ۵۳) یعنی آنحضرت صلعم پر نبوت ختم ہو جانے کے یہ معنی ہیں کہ اب کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جسے خدا تعالیٰ کوئی نئی شریعت دے کر مامور کرے‘‘۔

۱۰- بالآخر ہمارے زمانہ میں حضرت مولوی محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی (وفات ۱۸۸۹ء) بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:-

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد کا ہے اور سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں (تحذیر الناس صفحہ ۳) (پس) اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ ۲۸) دیکھو یہ کیسے صاف اور واضح حوالے ہیں جو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ بزرگان سلف میں سے بہت بڑی تعداد اس بات کی قائل رہی ہے کہ آنحضور صلعم کے بعد صرف شریعت والی نبوت کا دروازہ بند ہے مگر بلا شریعت نبوت کا دروازہ ہرگز بند نہیں۔ ★

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے

جامعہ احمدیہ قادیان میں داخلہ کے خواہشمند متوجہ ہوں

جامعہ احمدیہ کا تعلیمی سال یکم اگست 2004 سے شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند اُمیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ درخواست مقررہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کر کے داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ **شرائط داخلہ** :- ۱۔ درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کیلئے تیار ہو۔ ۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔ ۳۔ تعلیم کم از کم میٹرک ہو۔ ۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ ۵۔ عمر سترہ سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ اُمیدوار کیلئے عمر ۲۲ سال ہو۔ استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دیئے جانے کے بارہ غور ہو سکے گا۔ ۶۔ غیر شادی شدہ ہو۔ ۷۔ امیر جماعت احمدیہ/صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے۔ درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول معہ ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت/صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز 30 جون 2004ء تک ارسال کریں۔ اس کے بعد موصول ہونے والے فارم داخلہ قابل تسلیم نہ ہوں گے۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں معیار پر اُترنے والے طلباء کو ہی جامعہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ دفتر کو فارم داخلہ ملنے پر کوائف کا جائزہ لیکر اُمیدوار کو داخلہ امتحان میں شرکت کرنے کیلئے اجازت نامہ بھجوایا جائے گا۔ اس اجازت کے ملنے پر ہی طالب علم امتحان کیلئے آسکے گا۔ اُمیدوار کو آمد و رفت کے اخراجات خود برداشت کرنے ہوں گے۔ داخلہ امتحان میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے تمام اخراجات خود کرنے ہوں گے۔ طلباء آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے رضائی بستر وغیرہ ہمراہ لیکر آئیں۔ **نصاب داخلہ** :- تحریری امتحان میٹرک کے معیار کے مطابق ہوگا۔ دو پرچہ جات اُردو اور انگریزی ہوں گے۔ **اُردو پرچہ**: - ایک مضمون، درخواست، گرامر، اس پرچہ میں دینی معلومات اسلام اور احمدیت کے متعلق شامل ہوں گے۔ **انگریزی پرچہ** :- ایک مضمون درخواست میٹرک کے معیار کے مطابق گرامر اور جملے اردو سے انگریزی میں۔ **انٹرویو**:- جنرل معلومات اپنے ملک کے بارے میں۔ دینی معلومات جس میں اسلامیات شامل ہوں گے قرآن کریم ناظرہ۔ انگلش ریڈنگ اور اُردو ریڈنگ۔

داخلہ برائے حفظ کلاس :- داخلہ کے لئے عمر دس سال سے زائد نہ ہو۔ اُمیدوار قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔ طالب علم کے عام ذہنی لیاقت کو بھی مدنظر رکھا جائے گا۔

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

اعلان بابت داخلہ جامعۃ المبشرین قادیان

جامعۃ المبشرین قادیان کا تعلیمی سال یکم اگست 2004 کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہش مند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر ہیڈ ماسٹر جامعۃ المبشرین کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم جامعۃ المبشرین سے حاصل کر سکتے ہیں۔

شرائط داخلہ :- درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہش مند ہو۔ ۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔ ۳۔ تعلیم کم از کم میٹرک پاس ہو۔ ۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ ۵۔ عمر بیس سال سے زائد نہ ہو۔ ۶۔ گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو۔ ۷۔ امیدوار کا غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔ ۸۔ امیر جماعت یا صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے۔ ۹۔ درخواست دہندہ اپنی سندات کا مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت/صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع چار عدد سٹیمپ سائز فوٹو یکم جولائی 2004 تک دفتر جامعۃ المبشرین میں بھجوائیں۔ داخلہ فارم قادیان پہنچنے پر ان کے کوائف کا جائزہ لینے کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب جامعۃ المبشرین کی طرف سے جن طلباء کو انٹرویو کیلئے بلایا جائے وہی طالب علم قادیان آئے۔

☆ تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی جامعۃ المبشرین میں داخلہ دیا جائے گا۔ انٹرویو کیلئے آنے کی اطلاع جائزہ کے بعد دی جائے گی۔

☆ قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات بھی خود کرنے ہوں گے۔

☆ امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم کپڑے رضائی بستر وغیرہ ہمراہ لیکر آئیں۔

☆ جامعۃ المبشرین کا کورس تین سال کا ہوگا۔

نصاب: تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا۔

اردو:- ایک مضمون اور درخواست

انٹرویو:- اسلامیات بشمول تاریخ احمدیت۔ جنرل نالج انگلش ریڈنگ اردو ریڈنگ۔ قرآن مجید ناظرہ۔

نوٹ:- عارضی معلمین کا چھ ماہ کا کورس بند کر دیا گیا ہے۔ (ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

فریضۂ تبلیغ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

.........طاہر احمد بیگ ناظم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ قادیان.........

ارشاد ربانی ہے یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآاُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ۔

یعنی اے رسول اچھی طرح پہنچا دے جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اتارا گیا ہے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو گویا تو نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔(المائدہ)

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ جلشانہ نے حضرت اقدس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اہم اور ضروری کام تبلیغ حق بیان فرمایا ہے کیونکہ سب سے بڑا اور سب سے اہم اور سب سے مقدس فرض یہ ہے کہ نفوسِ انسانی کی اصلاح اور تربیت اس رنگ میں کی جائے کہ وہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکیں اور تا وہ غرض پیدائش اور مقصد حیات حاصل کر کے جنت الفردوس کے وارث بن سکیں یہی وہ مقدس فریضہ ہے جس کی تکمیل کیلئے ان مــــن اُمةٍ الا خلافیھــا نذیـر کے تحت ہر زمانہ میں اور ہر قوم و ملت میں خدا تعالیٰ کے وہ مقدس اور برگزیدہ انبیاء مبعوث ہوتے رہے جنہوں نے عوام الناس کے سامنے خالق حقیقی کا پیغام رکھا۔

حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ وعیسیٰ وغیرہ سب اسی مقدس گروہ کے نفوس قدسیہ تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے اپنے زمانہ میں اپنے اپنے قوم وملت میں تبلیغ حق کا فریضہ کماحقہٗ ادا کرنے کی کوشش دن رات کی اور پھر اس دار فانی سے رخصت ہو کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ ان مقدس انبیاء نے لوگوں کے سامنے عملی نمونہ پیش کر کے لوگوں کے دلوں میں خدا کی محبت پیدا کر دی۔ اور ان انبیاء کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک ایسے مبلغ اعظم کو مبعوث کیا جس کے متعلق فرمایا کہ یہ تمام دنیا کیلئے رحمت ہے اور وہ مبلغ اعظم یہ پیغام لے کر آیا

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة

اس مبلغ اعظم کو تمام کائنات کیلئے رہبر اور رہنما مقرر کر کے مبعوث کیا گیا یہ مبشر اور مبلغ اعظم ہمارے پیارے آقا پاک محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ الغرض رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جس قدر انبیاء مبعوث ہوئے انہوں نے اپنی تبلیغ کو صرف اپنی قوموں تک محدود رکھا جس کی طرف اُن کی بعثت ہوئی تھی لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلقہ تبلیغ چونکہ ساری دنیا تھی اور آپ کی بعثت تمام قوموں اور ملکوں کیلئے تھی اس لئے آپ نے تمام ملکوں اور قوموں میں تبلیغ کا کام ملحوظ رکھا اور ہمارے پیارے آقا نے ایسی تبلیغ کی کہ جو لوگ گوبر کی طرح تھے ان کو سونے کی ڈلی کی مانند بنا دیا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود ومہدی معہود فرماتے ہیں:-

صادفتھم قوماً کروث ذلّةً
فجعلتھم کسبیکة العقیان
حتی انثنی بر کمثل حدیقةٍ
عذب الموارد مثمر الاغصان

ترجمہ: تو نے انہیں گوبر کی طرح ذلیل قوم پایا تو تُو نے انہیں خالص سونے کی ڈلی کی مانند بنا دیا یہاں تک کہ خشک ملک اس باغ کی مانند ہو گیا جس کے چشمے شیریں ہوں اور جس کی ڈالیاں پھل دار ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت عامہ کی تکمیل کیلئے رؤساء عرب اور شاہان عجم کو بھی دعوت اسلام دی اُن کو تبلیغی خطوط لکھے جس میں اسلام کی حقانیت وصداقت واضح تھی۔

تبلیغ اسلام میں استقامت

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامے بے نظیر ہیں آپ نے تبلیغ اسلام میں اپنی جان اور آرام و آسائش کی کوئی پروانہ کی اور آپ صلعم نے صبر و استقامت قربانی اور ایثار کا جو کامل نمونہ پیش کیا وہ اس عہد کا صحیح مصداق ہے جو آپ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ

ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذالک اُمِرْتُ وانا اوّل المسلمین کہ میری نماز اور تمام قربانیاں میرا مرنا اور میرا جینا رب العالمین کیلئے ہے جو واحد لاشریک ہے اور اُس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمام فرمانبرداروں میں اوّل درجہ کا بنوں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین وجمیل واقعات اور آپ کی حالات زندگی سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ آپ اس عہد کو پورا کرنے اور اپنے محبوب حقیقی سے عشق اور محبت رکھنے میں بے مثل تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے دور میں مبعوث ہوئے جبکہ دنیا میں ظلمت و گمراہی کی کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں لوگ ظلمات کے عمیق گڑھوں میں پڑے ہوئے تھے خالق اور مخلوق کے درمیان شرک کا تاریک پردہ حائل تھا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبردست دلائل اور بینات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا کامل ثبوت دیکر لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف راہنمائی کی لیکن جاہل لوگوں نے ہمارے پیارے آقا کو ساحر مجنون اور کذاب کہا اور آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے اور آپ پر پتھر برسائے لیکن ہمارے پیارے آقا نے جو کہ واقعی میں شفیق العالم تھے ان دشمنوں کیلئے خدا کے حضور یہ دُعا کی۔ اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون۔

جب ظالموں کا ظلم اور اُن کی ایذا رسانیاں رسول کریم صلعم کو دعوت حق سے روک نہ سکیں تو انہوں نے نرمی کا پہلو اختیار کر کے آپ کو عیش عشرت کے اسباب مہیا کرنے کی لالچ دی اور قومی حمیت اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر کہا کہ آپ دین اسلام کی تبلیغ نہ کریں مگر آپ نے ان کو جواب میں کہا کہ اگر سورج اور چاند بھی لا کر دو گے تب بھی میں اپنے فرض کی ادائیگی سے باز نہیں رہ سکتا کیونکہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یا کر رہا ہوں وہ خدا کے حکم کے مطابق کر رہا ہوں جیسا کہ قرآن کریم کا بیان ہے۔

وما ینطق عن الھوی ان ھو الاّ وحیٌ یُوحیٰ (سورہ نجم)

اور وہ خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا یہ تو محض ایک وحی ہے جو اُتاری جا رہی ہے اور فرمایا کہ خدا کی محبت اور رضاء حاصل کرنے کے مقابلہ میں اس دنیا کی تمام نعماء ہیچ ہیں۔

ہمارے پیارے آقا فداہ نفسی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام مشکلات ومصائب کو نہایت صبر اور استقلال سے برداشت کرتے ہوئے دن رات تبلیغ اسلام کرتے رہے اور عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آپ کی زندگی میں ہی اسلام پھیل گیا۔ اور پھر رفتہ رفتہ تمام دنیا میں پھیل گیا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اس شعر کے مطابق عمل کرنے والے بن جائیں۔

تبلیغ احمدیت دنیا میں کام اپنا
دار العمل ہے گویا عالم تمام اپنا

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ ال محمدٍ
وبارک وسلم انک حمید مجید☆

آپ کے خطوط

وہ اپنے فرائض بڑی شان سے پورا کر کے خدا کے حضور حاضر ہو گئے

وقت، دن، سال گزرتے جاتے ہیں مگر یادیں یادداشت میں قائم رہتی ہیں۔ دل کو چیرنے والی، دکھدائی خبر نے کھانا پینا، کام کاج، دنیاوی فرائض اور ذمہ داریاں، سب کچھ موقوف کر دی۔ ہماری سب کی، خاص کر احمدی بھائیوں بہنوں کے دل کی حالت تو یہ تھی

جس تن لاگے سوتن جانے کون جانے پیڑ پرائی

اور میری جو حالت تھی وہ میں ہی جانتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کے بندے تھے خدا میں مل گئے۔ وہ اپنے حقیقی اور اصلی گھر تشریف لے گئے۔ وہ خوش ہیں کہ وہ اپنے تمام فرائض کو کماحقہٗ پورا کر کے اللہ کے حکم سے اس کے حضور حاضر ہو گئے اور ہمیں بہت کچھ دے گئے۔ اپنا پیار، اپنی یاد دے گئے۔

ان کا جو وہاں شاہانہ استقبال ہوا ہو گا وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔

امر تھے امر کرنے آئے تھے امر ہو گئے

ہمارا سر سجدہ میں، دل بار بار سلام کہتا ہے، اپنی یاد، مبارک یاد پیار بھری یادمیں مسرور کر گئے۔

(پرنسپل گوردیال سنگھ سینٹ ایشر سنگھ داریوالا ایجوکیشن ٹرسٹ لدھیانہ)

نوٹ: محترم گردیال سنگھ صاحب! آپ نے ہمارے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت اپنی جس محبت وعقیدت کا اظہار کیا ہے اس کیلئے ہم آپ کے ممنون ہیں۔ (ادارہ)

گمشدہ رسید بک جماعت احمدیہ کانپور

محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ کانپور اطلاع دیتے ہیں کہ رسید بکس چندہ جماعت احمدیہ 10437, 9842, 7753 جو مکرم عبدالستار صاحب سیکرٹری لوکل فنڈ جماعت احمدیہ کانپور کے زیر استعمال تھیں موصوف سے گم ہو گئی ہیں۔ لہٰذا ان ہر سہ رسید بکس کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ احباب جماعت ان رسید بکس پر کسی بھی نوع کے جماعتی چندہ کی ادائیگی سے اجتناب کریں۔ (ناظر بیت المال آمد قادیان)

قادیان دارالامان میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد

مکرم حاجی رشیدالدین صاحب پاشا صدر عمومی کے زیر انتظام لوکل انجمن احمدیہ کے تحت مرکز احمدیت قادیان میں مورخہ ۲۱ رفروری بروز ہفتہ جلسہ یوم مصلح موعودؓ پورے جوش و جذبہ اور ولولہ کے ساتھ منعقد کیا گیا۔

ٹھیک صبح ۹ بجے مسجد اقصیٰ میں یہ اجلاس منعقد ہوا۔ مستورات کیلئے مسجد مبارک میں جلسہ سننے کا انتظام تھا۔ اس روحانی جلسہ کی صدارت مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب ناظم دارالقضاء قادیان نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم تاج الاسلام صاحب متعلم جامعۃ المبشرین نے کی مکرم نصرؔ من اللہ صاحب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے حضرت مصلح موعودؓ کا پاکیزہ کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ مکرم عطاء المجیب صاحب لون اُستاد جامعہ احمدیہ نے متن پیشگوئی مصلح موعودؓ پڑھ کر سنائی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا نصیر احمد صاحب قمر ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن نے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جماعت احمدیہ میں جو مختلف دن منائے جاتے ہیں وہ کسی کی پیدائش کے دن نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم کہ اس کے نشانات کے دن یاد رکھا کرو کے تابع ہو کر منائے جاتے ہیں غرض یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نشانات کو یاد رکھیں۔ فرمایا۔ پیشگوئی مصلح موعودؓ میں بنیادی نکتہ دُعا ہے کہ سارے کام دُعا سے ہونگے۔ اس پیشگوئی کا وقوع پذیر ہونا بھی دُعا کی کرامات میں سے ہے۔ جماعت احمدیہ کی صداقت تازہ بتازہ نشانات سے ثابت ہو رہی ہے اور نشانات شعبدہ بازی سے ظاہر نہیں ہوتے بلکہ تضرّعات سے اور اپنے نفس کو پگھلانے سے حاصل ہوتے ہیں۔

اس کے بعد مکرم مولانا منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر اخبار بدر و صدر مجلس انصاراللہ بھارت نے بعنوان ''پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر اور سفر ہوشیار پور کی تفصیل'' تقریر کی۔ مکرم مولانا صاحب نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کے سفر ہوشیار پور کی تفصیل بیان کی اور بتایا کہ قادیان کے بعض ہندو دوستوں کی خواہش پر کہ ہم تو آپ کے قریبی ہیں اور زیادہ حقدار ہیں بنسبت اوروں کے کہ ہمیں بھی نشان نمائی کا معجزہ دکھایا جائے۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے تضرعات کے ذریعہ نشان مانگا جو حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وجود باجود کی صورت میں وقوع پذیر ہوا۔

بعدہٗ مکرم تنویر احمد صاحب ناصر اُستاد جامعۃ المبشرین نے خوش الحانی سے نظم پڑھ کر سنائی۔

اس کے بعد مکرم مولانا نسیم احمد صاحب باجوہ مربی سلسلہ بریڈفورڈ U.K. نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مسجد فضل لندن کا افتتاح حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھوں سے ہوا۔ اِس موقعہ پر تمام بڑے اخبارات نے خبر شائع کی اور لکھا کہ یہ کیا انقلاب ہو گیا ہے کہ پہلے تو عیسائی مشنری مسلمان ممالک میں اپنے مذہب کی تشہیر و تبلیغ کیلئے جایا کرتے تھے اب مسلمان عیسائی ممالک میں آرہے ہیں۔ پیشگوئی مصلح موعودؓ کی صداقت کا یہی ایک بین ثبوت ہے۔ نیز آپ نے اپنے حج بیت اللہ کے واقعات بھی بیان کئے۔

اس اجلاس کی چوتھی تقریر مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد برائے وقف عارضی و تعلیم القرآن کی ہوئی۔ آپ نے ''حضرت مصلح موعودؓ'' کے ذاتی و خاندانی حالات'' کے عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ کے بعض تاریخی کارناموں مثلاً کشمیر کمیٹی کی صدارت، تقسیم ملک کے پُرآشوب دور میں جماعت کی شیرازہ بندی کے واقعات اور ربوہ کے قیام وغیرہ پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مکرم ہمایوں انیس صاحب آف لندن نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظم سامعین کے سامنے پیش کی۔

مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب ناظم دارالقضاء نے اپنی صدارتی تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ کی بعض دُعاؤں کا ذکر کیا اور انہیں پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

اِس بابرکت دن کی خوشی میں بعض ورزشی مقابلہ جات بھی منعقد ہوئے جس میں شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔ (رپورٹ مرتبہ: طاہر احمد چیمہ سیکرٹری اصلاح و ارشاد حلقہ نور قادیان)

ضلع موگا صوبہ پنجاب کی مختلف جماعتوں میں تربیتی اجلاسات کا انعقاد

۱-بلاھڑ-مورخہ ۲۸-۱۰-۰۳ بعد نماز مغرب و عشاء مکرم صدیق محمد صاحب کی زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم ماسٹر اکرم محمد صاحب سیکھو نے کی جبکہ دوسری تقریر مکرم بلال احمد صاحب معلم کوٹ کپورا نے کی اس اجلاس کی آخری تقریر خاکسار نے کی اس کے بعد صدر صاحب جلسہ نے دُعا کروائی اور اس کے ساتھ ہی جلسہ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ (عبدالحفیظ ہموسانی معلم ابلو)

۲-ابلو: بتاریخ ۲۹-۱۰-۰۳ صبح ٹھیک نو بجے احمدیہ مشن ابلو کے صحن میں ایک تربیتی اجلاس مکرم خلیل محمد صاحب آف ابلو کی زیر صدارت منعقد کیا گیا تلاوت، نظم کے بعد مکرم بلال احمد صاحب معلم، مکرم عبدالحفیظ صاحب اور مکرم ماسٹر محمد اکرم صاحب داعی الی اللہ سیکھو نے حاضرین جلسہ سے خطاب فرمایا اور آخر پر صدر اجلاس نے دُعا کروائی اور جلسہ برخاست ہوا۔

۳-کوٹ کپورا: الحمدللہ مورخہ ۲۹-۱۰-۰۳ کو ہی شام چار بجے مکرم مکھن دین صاحب کے گھر میں ان کی ہی صدارت میں پہلی مرتبہ ایک تربیتی اجلاس ہوا تلاوت و نظم کے بعد مکرم ماسٹر اکرم صاحب سیکھو، مکرم بلال احمد صاحب معلم نے تقاریر کیں اور صدر اجلاس نے دُعا کے ساتھ جلسہ کے برخاست ہونے کا اعلان کیا۔

۴-سبیاں: مورخہ ۲۴-۱۰-۰۳ کو بوقت شب مل خان صاحب کے گھر میں مکرم بشیر محمد صاحب کی صدارت میں ایک اجلاس منعقد کیا گیا تلاوت و نظم کے بعد مکرم ماسٹر محمد اکرم صاحب سیکھو مکرم بلال احمد صاحب معلم نے تقریریں کیں آخر پر صدر اجلاس نے خطاب فرمایا اور دُعا کروائی اور جلسہ برخاست ہوا۔ (انیس احمد خان مبلغ تھراج سرکل انچارج موگا پنجاب)

۵-چڑک: مورخہ ۳۰-۱۰-۰۳ کو مسجد احمدیہ چڑک میں بعد نماز ظہر مکرم نواب دین صاحب صدر جماعت کی صدارت میں ایک جلسہ کا پروگرام رکھا گیا تلاوت قرآن پاک و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم عبداللطیف صاحب مقامی معلم کی ہوئی موصوف نے روزوں کے تعلق سے حاضرین جلسہ سے خطاب کیا دوسری تقریر خاکسار نے قیام نماز کے عنوان پر کی آخر میں صدر اجلاس نے دُعا کروائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ نیز مورخہ ۲۲-۱۰-۰۳ کو بھی ایک جلسہ مکرم مکند ین صاحب سرپنچ کی زیر صدارت ہوا جس میں مختلف عناوین کے تحت تقاریر ہوئیں۔

۶-راما بلاسپور: مورخہ ۳۰-۱۰-۰۳ کو ہی بعد نماز مغرب و عشاء مکرم حبیب خان صاحب کے گھر میں تربیتی جلسہ مکرم باج خان کی صدارت میں رکھا گیا اس پروگرام کی پہلی تقریر مکرم بلال احمد صاحب معلم دوسری مکرم غلام احمد صاحب معلم نے کی جبکہ آخری تقریر خاکسار نے کی اور دُعا کے بعد حاضرین جلسہ میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

۷-مھروں: مورخہ ۳۱-۱۰-۰۳ کو احمدیہ مسجد مھروں میں بعد نماز عشاء و تراویح مکرم انیس احمد خاں صاحب مبلغ تھراج سرکل انچارج موگا کی صدارت میں جلسہ کیا گیا۔ تلاوت مکرم علی محمد صاحب نے کی۔ اس موقعہ پر مکرم عبداللطیف صاحب معلم مکرم ماسٹر محمد اکرم صاحب داعی الی اللہ سیکھو نے تقاریر کیں جبکہ خاکسار نے رمضان المبارک کی فضیلت کے بارہ میں بتایا مختلف علمی مقابلہ جات میں اوّل دوئم سوئم آنے والے بچوں کو مکر صدر صاحب اجلاس نے اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم کئے۔ اور خطاب بھی فرمایا۔ مورخہ ۲۳-۱۱-۰۳ کو بھی مھروں میں ہی ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس کی صدارت مکرم نواب دین صاحب صدر جماعت نے کی۔ جس میں کہ رمضان المبارک کی برکت اور نماز کی فرضیت و اہمیت پر تقریر کی گئی۔ (محمد طفیل احمد مبلغ سلسلہ مھروں پنجاب)

۸-تھراج: مکرم نیک محمد خان صاحب کے گھر پر مورخہ ۲۲-۱۱-۰۳ کو خاکسار کی صدارت میں اجلاس منعقد کیا گیا تلاوت قرآن پاک عزیزم تاج خان صاحب نے کی عزیزہ سرجیت صاحبہ نے حاضرین جلسہ کو حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے چند اشعار پڑھ کر سنائے۔ اجلاس کی پہلی تقریر مکرم بلال احمد صاحب معلم کوٹ کپورا نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی عبداللطیف صاحب چڑک نے رمضان کے فضائل و برکات کے عنوان پر تقریر کی بعدہٗ ایک چھوٹی بچی عزیزہ شازیہ صاحبہ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کے عنوان پر زبانی تقریر کی۔ خاکسار نے نماز کی اہمیت و برکات کے موضوع پر روشنی ڈالی مکرم نیک محمد خان صاحب نے چائے اور مٹھائی سے ساتھ آئے ہوئے مہمانوں کی تواضع کی۔ قبل ازیں مورخہ ۳۰-۱۰-۰۳ کو بھی تھراج میں مکرم محمد شفیع صاحب کے گھر میں ان ہی کی زیر صدارت جلسہ رکھا گیا تھا جس میں تربیتی پہلوؤں پر تقریر کی گئی۔ ☆☆

جماعت احمدیہ ٹھٹھل (ہماچل) میں تربیتی اجلاس

مورخہ 6.3.04 کو بعد نماز مغرب عشاء احمدیہ مسجد ٹھٹھل میں زیر صدارت مکرم رفیق محمد صاحب تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن شریف صدر صاحب نے کی نظم عزیزہ سلمہ خاتون نے پڑھی پہلی تقریر خاکسار نے نماز باجماعت کی اہمیت کے موضوع پر اور دوسری تقریر مکرم شبیر احمد صاحب معلم بیراہ نے والدین کی اطاعت کے موضوع پر کی۔ اجلاس کے ساتھ ہی مجلس سوال و جواب بھی ہوئی۔ آخر میں دُعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

(محمد رفیع۔ معلم وقف جدید بیرون ٹھٹھل ہماچل)

پرتگال میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ

مورخہ ۲۷ رفروری ۰۴ء بروز جمعۃ المبارک زیر صدارت مکرم ومحترم سید عبداللہ ندیم صاحب مبلغ سلسلہ سپین بعد نماز جمعہ ٹھیک تین بجکر تیس منٹ پر مکرم شکیل احمد صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے باقاعدہ جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد مکرم راجا آصف شہزاد صاحب نے کلامِ محمود میں سے چند اشعار ''ہے دستِ قبلہ نما'' نہایت شیریں آواز میں پیش کئے نظم کے بعد مکرم ناصر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے عہد خدام الاحمدیہ دہرایا۔ عہد کے بعد جلسہ کی پہلی تقریر مکرم ناصر احمد صاحب نے ''وہ کلمۃ اللہ ہے'' کے عنوان پر کی۔ موصوف نے اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا معلم حقیقی بنا، اور بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم قرآنی سکھانے شروع کردیئے، اور جس کے نتیجہ میں آپؓ کے ذریعہ سے عظیم الشان تفسیر قرآن وجود میں آئی اور معارف و دقائق اور ایک جدید اسلوب تفسیر قرآن دنیا کے ہاتھ لگا کہ جس کی تعریف غیر بھی کئے بغیر نہ رہ سکے ان امور نے واضح طور پر ثابت کردیا کہ فی الحقیقت آپ کلمۃ اللہ تھے۔ موصوف نے حضور کی تفسیر قرآن اور حضور کا تمام دنیا کے علماء کو چیلنج کہ میرے مقابل پر قرآن کے جس مقام کی چاہیں تفسیر لکھیں۔ فتح پھر بھی مجھے ہی ہوگی وغیرہ امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

جلسہ کی دوسری تقریر مکرم بشیر احمد صاحب نے بعنوان ''احمدیت نے دنیا کو کیا دیا'' کی موصوف کی تقریر کے بعد مکرم منظور احمد صاحب نے کلامِ محمود میں سے نظم پیش کی۔ نظم کے بعد مکرم الحاج خالد محمود صاحب سیکرٹری تربیت نے حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے بعض درخشاں پہلو پر تقریر کی۔ موصوف نے اپنی تقریر میں حضور کے تعلق باللہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم وعشق مسیح موعود اور آپ پر یقین کامل پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔

صدارتی خطاب میں مکرم سید عبداللہ ندیم صاحب مبلغ سلسلہ سپین نے پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے بعد حضور کے دور خلافت میں غیر معمولی ترقیات اشاعت اسلام تفسیر قرآن تنظیموں کے قیام پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ احباب جماعت سے حضور کی کیا کیا نیک توقعات تھیں۔ نیز آپ نے احباب جماعت کو ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے کی تلقین کی۔ آخر پر آپ نے دُعا کرائی اس کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اس موقعہ پر خاص طور پر لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا افتتاح کیا گیا جلسہ میں ۳۰ افراد شامل ہوئے۔

نومبائعین وزیر تبلیغ احباب کیلئے ایک تربیتی وتبلیغی کلاس

مورخہ ۲۹ رفروری بروز اتوار ٹھیک ۱۱ بجے زیر نگرانی مکرم سید عبداللہ ندیم صاحب ایک تربیتی کلاس شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم سید عبداللہ ندیم صاحب مبلغ سلسلہ سپین نے سورہ فاتحہ کی تفصیل بیان کی۔ زیر تبلیغ احباب کو جماعت کا تعارف کروایا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں امام مہدی کی آمد کی تفصیل بتانے کے بعد دس شرائط بیعت پڑھ کر سنائے۔ تمام پروگرام پرتگیز زبان میں ہوا۔ پروگرام میں ۷ افراد شامل ہوئے۔ ۵ نومبائعین ۲ زیر تبلیغ اِن کے علاوہ مقامی احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ دونوں زیر تبلیغ دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو قبول کرتے ہوئے بیعت کرکے جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہوئے۔ الحمدللہ۔ ان کا تعلق ''گنی بساؤ'' سے ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان احباب کو ثابت قدم رکھے۔ کلاس کے بعد تمام احباب کی تواضع کی گئی۔ اِس طرح ۱ بجے دوپہر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ تمام احباب نے نماز ظہر ادا کی اور اپنے اپنے گھروں کو رواہ نہ ہوئے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ پرتگال کی حقیر مساعی میں غیر معمولی برکت ڈالے۔ آمین ثم آمین۔ (سید سہیل احمد سیکرٹری اشاعت پرتگال)

لجنہ اماء اللہ وناصرات الاحمدیہ ونوالیو جزائر فجی کے سالانہ اجتماعات کا شاندار انعقاد

(سعدیہ مبارکہ صدر لجنہ ونوالیو ریجن۔فجی)

امسال دوروزہ سالانہ اجتماع مورخہ ۱۷، ۱۸ جنوری ۲۰۰۴ء کو بمقام مسجد مبارک ولودا منعقد ہوا۔ اجتماع سے قبل نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ مکرمہ نور جہاں مقبول صاحبہ کی زیر نگرانی مختلف کلاسز اور ہفتہ تعلیم وتربیت منائے گئے اور مکرم ریجنل مربی صاحب کی خدمات لیں گئیں۔ مقام اجتماع کو لجنہ وناصرات نے بھرپور محنت کے ساتھ بینرز اور جھنڈیوں کے ساتھ سجایا۔

مورخہ ۱۷ رجنوری نیشنل صدر صاحبہ لجنہ کی زیر صدارت اجتماع کا آغاز ہوا۔ تلاوت ونظم اور عہد دہرانے کے بعد میزبان صدر صاحبہ مسز افروزہ شمیم بخش صاحبہ نے اپنی تقریر میں سب کو خوش آمدید کہا اور اجتماع کے مقاصد بیان کئے۔ اس کے بعد نیشنل صدر صاحبہ نے افتتاحی تقریر میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا لجنہ یو۔کے کے اجتماع پر پیش کئے گئے خطاب کو پڑھکر سنایا اور دعا کروائی۔ اسی طرح ناصرات الاحمدیہ کا علیحدہ اجتماع ہوا۔ اس میں محترمہ محمودہ اقبال صاحبہ نے قرآن پاک کی تلاوت، نظم اور عہد دہرانے کے بعد ناصرات الاحمدیہ کے قیام کی غرض اور دینی علم حاصل کرنے کا مقصد بیان کیا اور دعا کروائی۔

علمی مقابلہ جات

افتتاحی تقریب کے بعد باقاعدہ علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ اس میں حفظ قرآن، قرأت، حفظ نظم، مقابلہ تقریر، اردو ریڈنگ، فی البدیہہ تقریر، پیغام رسانی، کوئز، مشاہدہ معائنہ اور بیعت بازی کے مقابلہ جات شامل ہیں۔ لجنات نے بھرپور تیاری کے ساتھ مقابلوں میں حصہ لیا۔ ایک غیر از جماعت فجیئن خاتون نے جماعت کے تعلیمی وتربیتی معیار کو سراہتے ہوئے خوشی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

دوسرے دن کا آغاز صبح نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مکرم مربی صاحب نے درس دیا۔ ناشتہ کے بعد ورزشی مقابلہ جات ہوئے جس میں مینڈک دوڑ، ایک ٹانگ دوڑ، ۱۰۰ اور ۵۰ میٹر دوڑ، تین ٹانگ دوڑ، بوری دوڑ، رسہ کشی، روک دوڑ، کینڈل دوڑ، چمچ میں گولی لے کر دوڑنا اور ہائی جمپ شامل ہیں۔

اختتامی تقریب

۱۸ رجنوری کو اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔ مکرمہ نیشنل صدر صاحبہ مسز نور جہاں مقبول صاحبہ نے نمایاں پوزیشن لینے والی ممبرات کو انعامات اور اعزازی سرٹیفیکیٹ سے نوازا۔ اس کے بعد انہوں نے حضور انور کا خطبہ جمعہ ۶ /دسمبر ۲۰۰۳ء بحوالہ عہدیداروں کی ذمہ داریاں پڑھکر سنایا۔ اور کچھ نصائح بھی کیں۔ دعا کے ساتھ یہ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ۔ امسال کل حاضری خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۱۹ ممبرات رہی۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور یہ تعلیمی وتربیتی لحاظ سے جماعت کی ترقی کا باعث ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمام کارکنات کو اپنے فضلوں سے نوازے اور تمام ممبرات کو ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رکھے۔ آمین

۱۰۰ مساجد بنانے کی سکیم کے تحت جرمنی میں دسویں مسجد کی تقریب سنگ بنیاد

جرمنی کے صوبے ہیسن کے شہر اوزنگن (Usingen) میں مورخہ 22 فروری بروز اتوار مسجد "بیت الہدیٰ" کی بنیاد رکھ دی گئی۔ یہ مسجد سو مساجد اسکیم جرمنی کے تحت دسویں مسجد ہے۔ اس کا نام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "بیت الہدیٰ" تجویز فرمایا ہے۔

سطع سمندر سے 617 میٹر بلند اس مسجد کا کل رقبہ 250m² مربع میٹر ہے جس میں بیک وقت دوصد پچاس نمازی نماز ادا کرسکیں گے۔ مسجد کا پندرہ (15) میٹر بلند مینار دور سے دیکھا جاسکے گا۔ مسجد کے احاطہ میں 24 کاریں پارک ہوسکتی ہیں۔ اس دو منزلہ مسجد کا زیریں حصہ خواتین کے لئے مخصوص ہوگا۔ اس دن جماعت احمدیہ کے افراد بے حد خوش تھے کیونکہ یہ دن ان کے لئے روحانی خوشی کا موجب تھا آج اس قصبہ میں خدا تعالیٰ کے گھر کی بنیاد رکھی جارہی تھی جس کے لئے جماعت اوزنگن ہیسن ٹاؤنس ریجن کے مرد وزن ایک عرصہ سے کوشش کررہے تھے۔ مسجد کی سنگ بنیاد کی تقریب دوپہر کو شروع ہوئی۔ نیشنل امیر جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں جماعت اوزنگن کو مسجد کی تقریب سنگ بنیاد کی مبارک باددی۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کی حمد وثناء اور آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے محترم امیر صاحب اور مبلغ انچارج صاحب نے وہ اینٹیں بنیاد میں رکھیں جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کرکے بھجوایا تھا۔ اس کے بعد اٹھارہ مزید عہدہ داروں نے باری باری بنیاد میں اینٹیں رکھیں۔ اس موقع پر فضا نعرہ تکبیر اللہ اکبر سے گونج رہی تھی۔ اس تقریب کے اختتام پر احباب جماعت میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ اور چائے، کافی سے انکی خاطر تواضع کی گئی۔

محمد پہ ہماری جاں فدا ہے　　کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

الیس اللہ بکاف عبدہ
نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of :
All Kinds of Gold and Silver Ornaments
احمدیہ بھائیوں کیلئے خاص تحفہ یہاں
چاندی وسونے کی انگوٹھیاں بھی دستیاب ہیں
Main Bazar Qadian (Pb.) Ph. (S) 220489 (R) 220233.

درخواست دُعا: مکرم لطیف احمد صاحب شاکر آف لندن اپنی اور اہل وعیال کی صحت و تندرستی درازی عمر اور نیک مقاصد میں کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

مسلمان غیر منصفانہ، وغلط ڈھنگ سے جہاد نہ کریں

مفتی اعظم سعودی عرب

سعودی عرب کی اعلیٰ ترین مذہبی اختیار رکھنے والی کمیٹی نے مسلمانوں پر زور دیا ہے کہ وہ انتہا پسندی اور تشدد کی راہ فوری ترک کردیں۔ اور غیر منصفانہ، غلط ڈھنگ سے جہاد نہ کریں، بلکہ اس سے باز آجائیں۔ سعودی حکام نے القاعدہ سے تعلق رکھنے والے جنگجوؤں کے خلاف سخت کاروائی کا انتباہ دیا ہے۔

سرکاری سعودی پریس ایجنسی کے مطابق۔ مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز الشیخ نے سعودیوں سے کہا کہ وہ مذہب کے پاکیزہ اور انسانیت نواز و سیرت ساز احکام کو دھیان میں رکھیں اور اسی کی پابندی بجالائیں، خواہ مخواہ اسلام کی جنونی ترجمانی نہ کریں اور کوئی تشدد آمیز جنونی حرکت نہ کریں۔ ایسے افعال سے خدا اور رسول ہرگز راضی نہیں ہوتے اور نہ ہی اسلام کی تعلیمات سے اس کا کوئی سروکار ہے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جائیں گے۔

شیخ عبدالعزیز الشیخ نے کہا کہ انتہا پسندی اور تشدد کا ایک نتیجہ یہ سامنے آیا ہے کہ بعض افراد و ادارے، غیر منصفانہ طور پر اللہ کے نام پر جہاد کی اپیل کرنے لگے ہیں جو قطعی غلط ہے۔ جہاد فتنہ فساد اور گولہ بارود، یا انسانی ہلاکتوں کا نام ہرگز نہیں ہے۔

سعودی حکام نے حال ہی میں (۷۰۰) سے زیادہ علماء کو برطرف کر دیا اور (۱۵۰۰) سے زائد مبلغین پر پابندی لگادی ہے۔

تبلیغی جماعت امریکہ کے نشانے پر!

امریکی میڈیا کے مطابق امریکہ کے تحقیقاتی اداروں نے تبلیغی جماعت پر کڑی نظر رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کا شبہ ہے کہ عالمی پیمانے پر کام کرنے والی یہ جماعت، جو ابھی تک انتہائی غیر متنازعہ سمجھی جاتی تھی، القاعدہ کیلئے دہشت گردوں کی بھرتی کا ذریعہ رہی ہے۔

تقریباً ۷۵ رسال قبل تبلیغی جماعت کا قیام ہندوستان میں عمل میں آیا تھا لیکن مختصر عرصہ میں وہ ساری دنیا میں پھیل گئی۔ فیڈرل بیورو آف انوسٹی گیشن (ایف بی آئی) کے ڈپٹی چیف، مائیکل ہیم بیاچ کے حوالے سے نیویارک ٹائمز نے لکھا ہے کہ ہمارے پاس امریکہ میں تبلیغی جماعت سے وابستہ افراد کی قابلِ لحاظ تعداد موجود ہے اور ہمیں پتہ چلا ہے کہ القاعدہ نے ماضی میں، اور حال میں بھی دہشت گردوں کی بھرتی کیلئے تبلیغی جماعت سے استفادہ کیا تھا۔

امریکی ذرائع کا کہنا ہے کہ ۱۱ رستمبر کے واقعے کے بعد انہیں تبلیغی جماعت پر نظر رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جبکہ امریکہ کے قانون نافذ کرنے والے، ایک سینئر عہدیدار نے جماعت کو اسلام سے عمومی دلچسپی رکھنے والا قدرتی گروپ قرار دیا ہے۔ تاہم انہوں نے کہا کہ انتہا پسندوں نے یہ اندازہ لگانے کیلئے کہ جماعت کی صفوں میں کتنے پُر جوش افراد ہیں، تبلیغی جماعت کو غلط طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔

تبلیغی رہنماؤں نے کہا جماعت پر نظر رکھنا سراسر ناانصافی ہے۔

(پندرہ روزہ ''حق و باطل'' ناگپور مارچ ۲۰۰۴ء)

یتیم خانوں کے بچوں پر قہر

لنڈن : انگلینڈ کے کثیر الاشاعت اخبار ''آبزرور'' نے یہ سنسنی خیز خبر شائع کی ہے کہ انگلینڈ میں بعض دواساز کمپنیاں اپنی دوائیوں کے تجربات جانور پر کرنے کی بجائے یتیم خانوں کے بچوں پر کررہی ہیں جس میں تین مہینے تک کے بچے بھی شامل ہیں اور بعض کی ان تجربات کے باعث موت ہو چکی ہے۔ جبکہ کئی ان دوائیوں کے بداثرات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ انسانی حقوق کی دہائی دینے والے اس ملک کی اندرونی حالت یہ ہے کہ یہاں کے یتیم بچے بھی انسانی حقوق سے محروم ہیں۔

نوجوان لڑکیوں میں بڑھتی ہوئی خودکشی کی شرح

سنگاپور: خودکشی کرنے والی نوجوان لڑکیوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافے سے سنگاپور حکومت سخت پریشان ہے ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ عشق میں دھوکہ کھانے خانگی مشکلات سکولوں اور دفاتر میں تناؤ اقتصادی دباؤ کی وجہ سے زیادہ تر نوجوان لڑکیاں خودکشی کر لیتی ہیں سنڈے ٹائمز نے ماہر نفسیات چیائن ہاک کے ذریعہ جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق بتایا ہے کہ ۱۹۹۱ء میں دس سے اکیس برس کی عمر کی ایک لاکھ نوجوان لڑکیوں (3.2 فیصد) نے خودکشی کی تھی دس سال بعد اس تعداد میں چالیس فیصد کا اضافہ ہو چکا ہے۔ جبکہ اس عمر کے نوجوان لڑکوں کی خودکشی کی شرح لڑکیوں کے مقابل پر کم ہے۔ ایک عالمی سروے کے مطابق چین میں سب سے زیادہ لڑکیاں خودکشی کرتی ہیں۔ اس کے بعد لتھوانیا، قزاکستان اور سنگاپور کا نمبر آتا ہے۔

وندے ماترم کا حمایتی مسلمان جہنمی

آگرہ کے ایک مقامی مفتی نے قومی گیت 'وندے ماترم' کی حمایت کرنے پر ۵۴ بی جے پی نواز مسلمانوں کو مرتد قرار دیدیا اور ان کی شادیاں منسوخ کردیں۔ ان مسلمانوں کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ وندے ماترم گانا غیر اسلامی فعل نہیں ہے۔ لیکن مفتی عبدالقدوس رومی نے فتویٰ دیا کہ وندے ماترم گانے والا مسلمان جہنم میں جائے گا۔ اسی فتویٰ کی وجہ سے مسلم فرقہ میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ مفتی کی نگاہ میں وندے ماترم کی حمایت کرنے والا مذہب اسلام سے انحراف کررہا ہے۔ فتویٰ کے ذریعہ مرتد قرار دیئے گئے مسلمانوں کی شادیاں بھی منسوخ کردی گئی ہیں۔ مفتی کا کہنا ہے کہ وندے ماترم کی حمایت کرنے والے مسلمانوں کو توبہ و استغفار کرتے ہوئے از سرِ نو کلمہ پڑھتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہونا چاہئے اور اسلامی طریقہ سے دوبارہ نکاح کرنا چاہئے۔ مفتی نے جن مسلمانوں کو مرتد قرار دیا ان میں دو مساجد لوہا منڈی اور شہید نگر مساجد کے متولی صاحبان اور بی جے پی نواز مسلمانوں کا ایک گروپ شامل ہے۔ ان لوگوں کی دلیل یہ تھی کہ وندے ماترم گانے میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ اس گانے میں محض وطن کی تعریف کی گئی۔ اور اس میں کوئی مذہبی جذبات مضمر نہیں ہیں۔ بی جے پی نے اس واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے الزام لگایا ہے کہ اس کے پیچھے کانگریس کا ہاتھ ہے۔ بی جے پی کے ترجمان وجے کمار ملہوترہ نے کہا کہ اس سے بڑی بنیاد پرستی اور احمقانہ بات کیا ہوسکتی

۲۰۰۳ء کا نوبل انعام پانے والا برطانوی سائنسدان

.... چوہدری عبدالرشید انٹرنیشنل پریس سیکرٹری لندن ....

سر پیٹر مینسفیلڈ (Sir Peter Mansfield) کو سال ۲۰۰۳ء کا علم طب میں نوبل پرائز حاصل کرنے کا حقدار قرار دیا گیا۔ یہ انعام ان کو امریکہ کے Paul Lauterbur سائنسدان کے ساتھ مشترکہ طور پر ملا ہے۔

سر پیٹر مینسفیلڈ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس نے ۱۵ سال کی عمر میں کوئی سرٹیفکیٹ حاصل کئے بغیر سکول چھوڑ دیا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ پرنٹر بن جائے۔ اس لئے اس نے سکول کو خیر باد کہہ کے لندن شہر کی ایک پرنٹنگ کمپنی میں حروف کمپوز کرنے پر ملازمت اختیار کرلی۔ ملٹری ہتھیاروں کے بارہ میں علم حاصل کرنا اس کے تفریحی مشاغل میں شامل تھا۔ چنانچہ ۱۹ سال کی عمر تک اس نے ملٹری ہتھیاروں، بم سازی اور راکٹوں کے بارہ میں کافی معلومات حاصل کرلی تھیں کیونکہ ۱۹۴۴ء میں جب وہ ابھی گیارہ سالہ بچہ تھا لندن پر راکٹوں سے حملہ کیا گیا تھا چنانچہ اس کا قدرتی رجحان جیسے کہ اس زمانہ کے اکثر نوجوانوں کا تھا ان ہتھیاروں کی طرف تھا۔ اس کے بعد اس نے ایلزبری کے مقام پر راکٹ لانچ کرنے کے محکمہ میں سائنٹفک اسسٹنٹ کے طور پر نوکری کرنی شروع کردی۔ اس زمانہ میں ہر نوجوان کو نیشنل سروس کرنا ضروری تھا۔ پیٹر مینسفیلڈ نے یہ سروس رائل آرمی میں کی۔ وہاں سے فارغ ہوکر اس نے کوئین میری کالج سے پہلے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور پھر فزکس میں ڈاکٹریٹ کیا۔ یہاں سے فارغ ہوا تو اسے ناٹنگھم یونیورسٹی میں کام کرنے کا موقع ملا جہاں اس نے بقیہ عمر صَرف کر کے ریٹائرمنٹ لے لی۔ اب اس کی عمر ۷۰ سال ہے۔ وہ نوبل انعام میں پال لاٹربر کا حصہ دار ہے جو Illinois یونیورسٹی امریکہ میں پروفیسر ہے۔ دونوں کو آٹھ لاکھ پونڈ کا نصف نصف ملے گا۔ ان دونوں نے طبی میدان میں تحقیق کر کے انسانوں کیلئے ایک نہایت مفید مشین ایجاد کی ہے جس سے انسانی جسم کے اندرونی حصوں مثلاً دماغ وغیرہ کا عکس لیا جا سکتا ہے اور مریض کو کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ان کی اس ٹیکنیک کو (MRI) Magnetic Resonance Imagin کہتے ہیں ان کی تحقیق کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ ہر ایٹم کے Nucleus مقناطیسی محور کے گرد گھومتے ہیں۔ مینسفیلڈ نے ۱۹۷۰ء میں جو عکس حاصل کیا تھا وہ صاف نہیں تھا تاہم اس نے ہمت نہ ہاری اور کئی تجربات کے بعد صاف عکس حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

سب سے پہلی MRI مشین ۱۹۸۰ء کے اوائل میں سائنس لیبارٹریوں کو فراہم کرنی شروع کی گئی اور ۲۰۰۲ء تک دنیا بھر میں بائیس ہزار مشینیں ہسپتالوں وغیرہ میں استعمال ہورہی تھیں۔ جن کی مدد سے ہر سال ۶ کروڑ افراد فائدہ حاصل کررہے تھے۔ ایم آر آئی میں ایکسرے کا استعمال نہیں ہوتا اس لئے یہ بالکل بے ضرر مشین ہے مگر چونکہ ان مشینوں سے بہت طاقتور مقناطیسی شعائیں نکلتی ہیں اسلئے اگر جسم کے اندر کوئی دھات موجود ہو یا دِل میں Pace Maker لگا ہو تو یہ مشین استعمال نہیں کی جاتی۔ آجکل اس مشین سے جسم کے ہر حصے کا عکس لیا جا سکتا ہے خاص طور پر دماغ کا یا ریڑھ کی ہڈی کا۔ کئی اور طریق سے بھی اس سے فائدہ حاصل کیا جارہا ہے مثلاً اگر گھٹنا زخمی ہو جائے تو اس مشین سے زخم کی نوعیت کا پتہ چلایا جا سکتا ہے اسی طرح کینسر کا علاج بھی اس کی مدد سے آسان ہو جاتا ہے۔

چنئی کے تمبرم علاقہ میں احمدیہ بک سٹال

تامل ناڈو کے علاقہ تمبرم میں اکثریت ویدک ہندوؤں کی ہے بے شمار مندر اور مٹھ یہاں پائے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے یہاں کے لائنس کلب نے بک فیئر کا انتظام کیا جس میں شرکت کی توفیق خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ چنئی کو بھی ملی۔ الحمدللہ۔ ماہ فروری کے ۱۹ تا ۲۹ تاریخ تک منعقدہ اس بک فیئر میں ۲۰ ہزار سے زائد زائرین نے استفادہ کیا۔ اس بستی میں رہنے والوں میں زیادہ تر لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ تامل ناڈو کی مشہور یونیورسٹیوں میں سے ایک انا ملئی یونیورسٹی ہے جو یہیں پر واقع ہے دوسرے مشہور آرٹس کالج بھی یہاں ہیں۔ اس وجہ سے بک فیئر میں آنے والوں میں تماش بینوں سے زیادہ مطالعہ کے شائقین تھے طلباء اور اساتذہ بڑے ہی شوق سے آکر کتابوں کا معائنہ کرتے رہے۔

ہمارے سٹال میں بہت سے ہندو احباب آئے اور انہوں نے اسلام اور قرآن کریم کے بارہ میں جاننے کی خواہش کا جس رنگ میں اظہار کیا وہ تعجب انگیز ہے۔ ایک طرف یہ لوگ ہندو مذہب کے اعتقادات اور رسم و رواج میں محو ہیں دوسری طرف ان کا اسلام اور مسلمانوں کے بارہ میں جاننے کی شدید خواہش کا اظہار کرنا باعث مسرت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ وقت آنے والا ہے جبکہ ہندو خود بتوں کو توڑیں گے۔ یہاں کے ماحول سے ایسا لگتا ہے کہ وہ زمانہ اب دور نہیں ہے۔ یہاں کے ایک بڑے مندر کے پجاری کئی مرتبہ ہمارے سٹال میں آئے اور باتیں کرتے رہے اور اسلامی اصول کی فلاسفی خرید کر لے گئے۔ اس طرح اور بھی کئی بڑی اور بااثر شخصیتوں نے آکر دیر تک گفتگو کی اور خوشی کا اظہار کیا الحمدللہ۔ الغرض یہ بک فیئر ہمارے ہندو بھائیوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرنے اور احمدیت کا پیغام ان تک پہنچانے میں کافی مددگار ثابت ہوا۔ اس میں قرآن کریم تامل ترجمہ، اسلامی اصول کی فلاسفی، ہمارا کرشن، اچھی مائیں، قرآنی دعائیں جیسی کتب کافی تعداد میں فروخت ہوئیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اچھے نتائج پیدا فرمائے۔

(ایم خلیل احمد سیکرٹری اشاعت جماعت احمدیہ چنئی)

طلبا کیلئے مفید معلومات

فارسٹری

☆۔ ایم ایس سی فارسٹری (اکولاجی مینجمنٹ / وڈ سائنس اینڈ ٹیکنیک انوائرمنٹ مینجمنٹ)

☆۔ پی جی ڈپلوما (پلانٹیشن ٹیکنیک / بایوڈائیورسٹی کنزرویشن)

قابلیت:۔ ایم ایس سی فارسٹری (اکولاجی و مینجمنٹ ٹیکنیک) کیلئے بی ایس سی (باٹنی، کیمسٹری۔ جیالوجی میتھ، فزکس) یا انگریزی فارسٹری میں بیچلر کی ڈگری۔

☆۔ ایم ایس سی فارسٹری (وڈ سائنس اینڈ ٹیکنیک) کیلئے بی ایس سی پی سی ایم درجہ سے یا بی ایس سی فارسٹری

☆۔ ایم ایس سی فارسٹری (انوائرمنٹ مینجمنٹ) کیلئے بیسک اپلیکیشن سائنس فارسٹری / ایگریکلچر میں بیچلر ڈگری یا انفوائرمنٹ سائنس میں بی ای۔

☆۔ پی جی ڈپلوما (پلانٹیشن ٹیکنیک) کیلئے باٹنی / کیمسٹری / زولوجی میں ایم ایس سی۔

☆۔ پی جی ڈپلوما بائیوڈائیورسٹی کنزرویشن کیلئے ایم ایس سی۔

تحریری داخلہ ٹیسٹ سے گزرنا ہوگا۔ آخری تاریخ 7 مئی 04

درخواست:: 400 روپے کا ڈیمانڈ ڈرافٹ رجسٹرار ایف آر آئی (ڈمڈ یونیورسٹی) دہرادون کے حق میں بھیجیں۔ اپنا نام کیپٹل لیٹر میں لکھیں۔

پتہ:۔ رجسٹرار فارسٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پی او آئی پی ای۔ کولگڑھ روڈ دہرادون۔ اترانچل۔

ویب سائٹ:: WWW.icfre.org

مصطفیٰ پر تیرا بیحد ہو سلام اور رحمت — اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل — تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے

منظوم کلام سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جامِ لبالب ہے پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نُور کا جلوہ دیکھا
نُور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

(منقول از آئینہ کمالات اسلام صفحہ 224 مطبوعہ 1893)

ولادت

مورخہ 24 مارچ 04 کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے ہمزلف مکرم مولوی ایس ایم بشیر الدین صاحب استاد جامعۃ المبشرین کو بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے "سفیر الدین" تجویز فرمایا ہے۔ زچہ بچہ کی صحت و تندرستی درازی عمر اور نیک صالح بننے کیلئے درخواست دعا ہے۔ نومولود مکرم ایس کے محمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پالگھاٹ کا پوتا اور مرحوم مولوی کے محمد علوی صاحب کا نواسہ ہے۔

(ایچ شمس الدین کاواشیری مبلغ سلسلہ کیرالہ)

درخواست دُعا

•۔ مکرم ظہور حسین گنائی آف رشی نگر چند ماہ سے عارضہ میں مبتلاء ہیں اُن کی کامل شفایابی کیلئے نیز اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے درخواست دُعا ہے۔ اعانت بدر 100 (غلام رسول لون)

•۔ خاکسار کے بیٹے عزیز شارق خان نے ایم بی اے اور B.Ed کیلئے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ٹیسٹ دیا ہے۔ نیز ماہ اپریل میں بی کام + کمپیوٹر اپلیکیشن فائنل ایئر کا امتحان ہونے والا ہے تمام امتحانات میں اعلیٰ کامیابی کیلئے احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔ (خان محمد ذاکر خان بمیالوی سہارنپور)

دعائوں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی — اسد محمود بانی

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ☆ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072

کلکتہ
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO RN 61/57

Editor
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel Fax : (0091) 01872-220757
Tel Fax : (0091) 01872-221702
Tel : (0091) 01872-220814

The Weekly **BADR** Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 53 Tuesday, 20/27 April 2004 Issue No 16/17

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40 U.S$
: 40 euro
By Sea : 10 Pound or 20 U.S$

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اتباع کرو کیونکہ قرب الٰہی اب محض اور محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہی مل سکتا ہے

چاہئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں

............خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹ر اپریل ۲۰۰۴ء بمقام بینن مغربی افریقہ............

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ مغربی افریقہ کے دوران ۹ر اپریل کو بینن سے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر دل و جان سے عمل کرنے کی ایمان افروز نصائح فرمائیں۔حضور انور نے خطبہ جمعہ کے ابتداء میں درج ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی:

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا۔(سورۃ النساء)

ترجمہ: اور دین میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اپنی تمام تر توجہ اللہ کی خاطر وقف کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو اور اس نے ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کی ہو اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنالیا تھا۔

پھر فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہو کر اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق مل رہی ہے اس احسان کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اور شکر ادا کرنے کا بہترین طریق یہی ہے کہ اپنے اندر نمایاں تبدیلیاں پیدا کریں اور اپنے عمل سے، اپنے کردار سے، اپنے چال ڈھال سے دنیا کو بتائیں کہ ہم ہیں جو اسلام کے صحیح پیروکار ہیں اللہ تعالیٰ سے ایسا زندہ تعلق پیدا کریں کہ نظر آئے کہ یہ اللہ کے خاص بندے ہیں۔ یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ اس نے ابراہیم کو خلیل بنایا تھا۔اور خلیل ایسے دوست کو کہتے ہیں جس کا پیار دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔فرمایا حضرت ابراہیم کے شرک کی نفرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ سے پیار کیا تھا اللہ فرماتا ہے کہ جو اپنی تمام استعدادوں کے ساتھ مکمل طور پر میری طرف جھکتے ہیں میں ان کو اپنا دوست بنالیتا ہوں۔

حضرت امیر المومنین نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کے واقعات صرف قصے کہانیوں کے رنگ میں بیان نہیں ہوئے بلکہ یہ تمہیں اس لئے بتائے جا رہے ہیں کہ تم بھی یہ نمونے قائم کرو اور یہ نمونے تم تب قائم کر سکتے ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اتباع کرو کیونکہ قرب الٰہی اب محض اور محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے نتیجہ میں ہی مل سکتا ہے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کے غلام کامل کی جماعت میں شامل ہوا جائے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید پر عمل کرنے کے متعلق بعض احادیث سنائیں فرمایا حدیث میں آتا ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور سکھاتا ہے ایک اور روایت میں ہے کہ جس کو قرآن کا کچھ حصہ بھی یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے راستے بتائے گئے ہیں جیسا ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ نہیں سکتے بغیر کانوں کے سن نہیں سکتے بغیر زبان کے بول نہیں سکتے اس طرح یہ ممکن نہیں کہ قرآن مجید کے بغیر اس پیارے کا منہ دیکھ سکیں۔اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد بیعت پر قائم رہتے ہوئے ضروری ہے کہ قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑو اور آنحضرتؐ کی کامل پیروی کرو۔ چاہئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں۔

حضور انور نے آخر پر فرمایا یہ خوبصورت مسجد جو آپ نے بنائی ہے اللہ کی عبادت کیلئے بنائی ہے اس مسجد کو عبادتوں سے بھرنا یہ آپ کا کام ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا عبادت گزار بندہ بنائے۔ایسا بندہ جس سے اس کا دوستی کا معاملہ ہو کامل وفا کے ساتھ اپنے پیارے خدا سے چمٹے رہیں۔

38واں جلسہ سالانہ یوکے 2004

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال اڑتیسواں جلسہ سالانہ یوکے مورخہ 31/30 جولائی اور یکم اگست 2004 بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ لندن (یوکے) میں منعقد ہوگا۔اس میں شرکت کے خواہش منداحباب وخواتین اپنے کوائف Letter of Identity کے مطابق مکمل کر کے مکرم صدر صاحب / امیر صاحب اور امیر صاحب صوبائی کے تصدیق سے اپنی درخواستیں دفتر امور عامہ قادیان 28.5.04 تک بھجوائیں۔تا انہیں حصول ویزا کیلئے دعوت نامے Sponsor Letter بھجوائے جاسکیں۔اس سلسلہ میں ضروری ہدایت صوبائی اُمراء صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو بذریعہ سرکلر مورخہ 4.4.04 کو بھجوائے جا چکے ہیں۔اس جلسہ کی عظیم الشان کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(ایڈیشنل ناظر امور عامہ)

ضروری اعلان بابت امتحان نومبائعین

جیسا کہ قبل ازیں اطلاع دی جا چکی ہے کہ اس سال سے نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے نومبائعین کا دینی نصاب کا امتحان لیا جا رہا ہے چنانچہ آپ کو نومبائعین کے بچوں و بچیوں کیلئے پرچہ جات دینی نصاب بھجوائے جا رہے ہیں۔آپ حسب ضرورت انکی فوٹوسٹیٹ کاپیاں کروا کر مورخہ 2.5.04 کو امتحان لیں اور حل شدہ پرچہ جات 15.5.04 نظارت ہذا میں بھجوادیں۔امتحان سے قبل اچھی طرح امتحان کی تیاری کروادیں۔اگر بڑی عمر کے نومبائعین بھی امتحان دینا چاہتے ہوں تو ان کا امتحان بھی لے لیں۔پرچہ پر نام، ولدیت، نام جماعت، ضلع، صوبہ اور عمر ضرور لکھیں۔اگر ناخواندہ نومبائعین بھی امتحان میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو زبانی امتحان لے لیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

زعماء کرام مجلس انصار اللہ متوجہ ہوں

امتحان دینی نصاب مجلس انصار اللہ بھارت برائے سال 2004 جون کے آخری اتوار 27.6.04 کو ہوگا نصاب کی تفصیل درج ذیل ہے۔علاوہ ازیں امسال دو ماہی مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆۔قرآن مجید باترجمہ پارہ واذا سمعوا سورۃ المائدہ آیت 122 تا 162 پچاس نمبر
☆۔کتاب ضرورت الامام (مصنفہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) مکمل پچیس نمبر
☆۔دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ ۵۵ تا ۱۰۰ پچیس نمبر

مطالعہ کتب: ۔مارچ اپریل: تذکرۃ الشہادتین۔مئی جون: فتح اسلام۔جولائی اگست: ازالہ اوہام نصف اوّل۔ستمبر اکتوبر: ازالہ اوہام نصف ثانی۔نومبر دسمبر: اسلامی اصول کی فلاسفی۔

انعامی مقالہ:: اراکین انصار اللہ بھارت میں مضمون نویسی کا شوق پیدا کرنے کیلئے امسال سے ایک انعامی مقالہ کی تجویز بھی ہے۔انصار حضرات اس سال ''خلافت رابعہ کی برکات'' کے عنوان سے کم از کم پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل ایک مقالہ 31 اگست تک دفتر انصار اللہ بھارت میں بھجوادیں۔انعام اوّل: 1000 روپے۔انعام دوئم -/700 روپے۔انعام سوم -/500 روپے۔

نوٹ: ۔زعماء کرام اس کے مطابق اپنی مجلس کے انصار کو دینی امتحان مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مضمون نویسی کی طرف توجہ دلائیں۔نیز اپنی مجلس کے لئے کس قدر سوال نامہ کی ضرورت ہے مطلع فرمائیں تا کہ آپکو بھجوائے جاسکیں (جزاکم اللہ)